ہندوستان میں سب سے پرانا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب نسواں

جسے محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم نے ۱۸۹۸ء میں جاری کیا

جلد ۴۳ ہفتہ ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۴۰ء ۲۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۹ھ نمبر ۳۰

فہرست مضامین

جنگ یورپ کی رفتار	مبصر	۷۲۹
ترکی کی دیہی تعلیم	محمد مقدس	۷۳۳
بچوں کو خود اعتمادی سکھانا	جمیلہ بیگم	۷۳۵
بگ بین	نثار حسن خان	۷۳۸
محترمہ جمیلہ بیگم کا گرامی نامہ	جمیلہ بیگم	۷۴۰
صحت بخش غذا کی تیاری	سنجیدہ اشرف	۷۴۲
بے ماں کی بیٹی (افسانہ)	ا۔ج	۷۴۶
جدید مطبوعات	ایڈیٹر	۷۴۹
آہ بیگم عظیم ہاشمی	ایڈیٹر	۷۵۰
محفل تہذیب	متفرق	۷۵۲

خواتین کیلئے انمول کتابیں

ہمتِ نسواں

تہذیب کی مشہور مضمون نگار محترمہ و۔ اصاحبہ نے اس کتاب میں عورتوں کی شجاعت اور بہادری کے چھوٹے چھوٹے واقعات جمع کر دیئے ہیں۔ ان میں زیادہ تر وہی واقعات ہیں۔ جو اُنکے عزیزوں کو پیش آئے۔ یا محلّے کے لوگوں اور واقفکاروں پر گزرے۔ ہمتِ نسواں موضوع کے اعتبار سے بالکل نئی چیز ہے۔ ہندوستان تو ہندوستان شاید یورپ میں بھی اس موضوع پر بہت کم کتابیں لکھی گئی ہوں گی۔ پھر اندازِ بیان کی دِلکشی اور زبان کی شگفتگی سونے پر سہاگہ ہو گئی۔ کتابت وطباعت عمدہ۔ کاغذ دبیز۔ ۱۴۰ صفحات۔ قیمت ۱۲ر

آئینۂ حرم

ہندوستان کی نامور شاعرہ محترمہ ز۔ خ بشس مرحومہ کی دس نظمیں۔ ان میں سب سے بڑی نظم مسدس "آئینۂ حرم" ہے۔ جس کے ۸ اٹھ بند ہیں۔ اس پُرزور نظم میں مرحومہ نے نہایت قادر الکلامی کیساتھ حقوقِ نسواں کی حمایت و ترجمانی کا حق ادا کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ ہندوستانی مستورات کی کیسی زدہ حالت ہے۔ جاہل عورت سے کیا کیا خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور رسُولِ خدا کے زمانے میں سوسائٹی میں عورت کی کیا عزت تھی۔ دسوں کی دسوں نظمیں نہایت صاف برجستہ رواں اور موثر ہیں۔ ہندوستان کے تمام اُردو اخبارات و رسائل نے اس کتاب پر نہایت عمدہ ریویو کئے ہیں۔ قیمت ۶ر

محبّت نامے

یعنی میاں بیوی کے خطوط۔ بنگال کے ایک مشہور مصنف کی مقبولِ عام تصنیف۔ جسے پروفیسر رام سروپ کوشل ایم۔ آر۔ اے۔ ایس نے اُردو میں ترجمہ کیا۔ اس کتاب میں میاں کے خطوط بیوی کے نام اور بیوی کے خطوط میاں کے نام درج ہیں۔ اور ان میں سُسرال کی زندگی کو پُرلطف اور کامیاب بنانے کے متعلق نہایت دلاویز انداز میں خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ زبان سلیس اور شُستہ ہے۔

قیمت ۷ر

گلدستہ کروشیا

اُردو میں فنِ کروشیا کے متعلق متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن گلدستہ کروشیا سب سے پہلی اور سب سے زیادہ پسندیدہ کتاب ہے۔ جو اس فن پر شائع ہوئی۔ دار الاشاعت پنجاب نے کروشیا کی شوقین لڑکیوں کیلئے اس کتاب میں مصنفہ سے ضروری ترمیمیں کرا کے اس کا دوسرا ایڈیشن زیادہ صحت اور عمدگی سے شائع کیا ہے۔ اس میں علاوہ خوبصورت ڈیزائنوں اور خاکوں کی ترکیبوں کے فنِ کروشیا کے ابتدائی اصُول نہایت وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں۔ جن سے کروشیا کا کام جاننے والی لڑکیاں اکثر ناواقف ہوتی ہیں۔ اور وہ آسانی اور سہولت سے کام نہیں کر سکتیں مصنفہ فاطمہ بیگم انور علی۔ قیمت عگار

ملنے کا پتہ دار الاشاعت پنجاب۔ ریلوے روڈ لاہور

جنگ یورپ کی رفتار

از مبتصر

فرانسیسی بیڑے سے جرمنی کی محرومی کے بعد بحیرہ روم میں برطانیہ اور اٹلی کے درمیان پہلی بحری جنگ اور اس میں اٹلی کے جنگی جہازوں کی شکست۔ جرمنی کو ترکی کا انتباہ۔ میونخ میں ہنگری کے وزیروں اور اٹلی کے وزیر خارجہ کاونٹ چیانو سے ہٹلر کی کانفرنس۔ روس اور انگلستان کے تعلقات میں اصلاح۔ فرانس اور جرمنی کے درمیان کشیدگی۔ برطانیہ پر حملہ کرنے والے جرمن طیاروں کی تباہی۔ روہر اور رائن لینڈ میں جرمنی کے اسلحہ ساز کارخانوں پر برطانیہ کے جنگی طیاروں کی کامیاب بم باری۔ فرانس میں جمہوریت کا خاتمہ اور ڈکٹیٹری حکومت کا قیام جنگ یورپ کے پینتالیسویں ہفتے کے اہم ترین واقعات ہیں*

۴ جولائی کو فرانس کے جنگی جہازوں پر قبضہ کر کے برطانیہ نے جرمنی کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ اس دن اٹلی کے جنگی جہاز دور سے ان کی بندرگاہ میں یہ تماشا ہوتا دیکھتے رہتے۔ مسٹر چرچل نے اس کے متعلق پارلیمنٹ میں کہا تھا۔ کہ اٹلی کو بھی عنقریب برطانیہ کی بحری قوت کا احساس کرا دیا جائے گا۔ ۹ جولائی کو برطانیہ کی بحری قوت کا اٹلی کو احساس کرایا گیا۔ اور یہ احساس اٹلی کے لئے اس قدر شدید ثابت ہوا۔ کہ اس کے جہاز برطانیہ کے جنگی جہازوں کے ایک ہی حملے کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے* برطانوی جہازوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اور ان کے ایک جنگی جہاز اور ایک تباہ کن جہاز کو غرق کر دیا۔ اور چند جہازوں کو نقصان پہنچایا۔ اس معرکے میں برطانیہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ برطانوی امیر البحر نے اس معرکے کے متعلق ایک اعلان میں مایوسی کا اظہار کیا۔ کہ اٹلی کے جہاز بچ کر نکل گئے ہیں* یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ اس سے قبل اٹلی کی تیرہ آبدوزیں بحیرہ روم میں غرق کی جا چکی تھیں۔ اور جب سے اٹلی جنگ میں شریک ہوا ہے۔ ۲ لاکھ ۴۲ ہزار ٹن کے تجارتی جہاز کھو بیٹھا ہے*

لیبیا اور مشرقی افریقہ میں بھی اطالویوں کو نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ حبشہ میں اٹلی کے خلاف بغاوت کے آثار پیدا ہیں۔ برطانیہ نے ہیل سلاسی کو حبشہ کا جائز حکمران اور اس کی حکومت کو حبشہ کی آئینی حکومت تسلیم کر لیا ہے۔ اس اعلان کا یہ اثر ہوا ہے۔ کہ حبشی قبائل کے سرداروں نے پھر آزادی کی جنگ کا سلسلہ شروع کر دیا ہے* لیبیا سے جو اطلاعات اس ہفتے کے دوران میں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ اطالوی فوج کے عرب سپاہی برطانیہ کی فوج کے سامنے آتے ہی ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔

اور گرفتار ہو جاتے ہیں۔ کئی عرب سپاہی اسلحہ سمیت فوج سے بھاگ کر مصر میں آ گئے ہیں۔ ان کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ سارے لیبیا میں اطالویوں کے خلاف بے چینی پیدا ہے۔ لیبیا کے عربوں اور حبشہ کے حبشیوں کو علم ہے۔ کہ اٹلی ان دونوں علاقوں میں کمک نہیں بھیج سکتا۔ بحیرہ روم میں اٹلی کے جہازوں کے لئے نکلنا مشکل ہے۔ وہ افریقہ کے شمالی ساحل کو کوئی جہاز نہیں لے جا سکتے۔ حبشہ جانے کے لئے تو نہر سویز میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ جس پر اس وقت برطانیہ کا پورا تسلط ہے۔

اٹلی کے چند فوجی اڈوں اور شہروں پر برطانیہ کے جنگی طیاروں نے چند حملے کئے۔ اور بم پھینکے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اطالویوں میں گھبراہٹ اور پریشانی پیدا ہو گئی۔ بحری جنگ میں اطالوی بیڑے کی شکست۔ دو جنگی جہازوں کی غرقابی اور آبدوزوں کی تباہی کی خبروں سے ان پر اور زیادہ وحشت طاری ہو گئی۔ ایک غیر جانبدار مبصر کے بیان کے مطابق ان نقصانات سے اٹلی کے باشندوں میں جو اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے جرمنی کو شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ اٹلی ان نقصانات کی تاب نہ لاتے ہوئے جنگ سے الگ ہو جائے گا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسی اندیشے کے پیش نظر ہٹلر نے اٹلی کے کئی بڑے بڑے شہروں میں جرمن فوجوں کے دستے متعین کر دیئے گئے ہیں۔ ان جرمن فوجوں کے لئے یہ عذر پیش کیا گیا ہے۔ کہ یہ اطالوی شہروں کی حفاظت کے لئے ہیں۔ مگر اس کا اصلی مقصد مسولینی کو یہ احساس کرانا ہے۔ کہ اب جنگ سے علیحدگی اختیار کرنا اس کے حق میں بہتر نہ ہوگا۔

چند روز ہوئے جرمنوں نے ایک بیان شائع کیا تھا۔ کہ فرانس کے سفیر متعینہ انقرہ نے ترکی کے وزیر خارجہ سراج اوغلو سے اجازت چاہی۔ کہ فرانس کے جنگی طیاروں کو ترکی پر سے ہوتے ہوئے باکو میں روس کے تیل کے چشموں پر بم باری کی اجازت دی جائے۔ جرمنوں نے اس بیان کے متعلق کہا تھا۔ کہ انہیں یہ واقعہ کا علم فرانس کے سپہ سالار جنرل گیملن کے کاغذات سے ہوا تھا۔ جو ریل کے ایک ڈبے میں پڑے ملے تھے۔

اس قسم کی غلط بیانی جرمنوں کے لئے نئی نہ تھی۔ اس سے قبل پولینڈ کے سلسلے میں وہ امریکہ پر اور ہالینڈ اور بلجیم کے سلسلے میں برطانیہ پر اس قسم کے بے بنیاد الزام لگا چکے ہیں۔ دنیا کے ہر ایک ملک نے اسے جرمنی کی تازہ جعلسازی قرار دیا۔ ترکی نے اس کی تردید کی۔ اور کہا۔ کہ جرمنوں نے یہ کمینہ حرکت ترکی اور روس کے درمیان کشیدگی پیدا کرنے کے لئے کی ہے۔ اس کے بعد جرمنی کے اخبارات ترکی پر حملے کرتے

رہے۔ انقرہ میں مقیم جرمن سفیر فان پاپن جو اپنی کمینہ جعلسازیوں کے باعث امریکہ سے نکالا گیا تھا۔ ترکی میں ترکوں کے خلاف خفیہ پروپیگنڈا کرتا رہا۔ ان واقعات کے بارے میں ۱۲ جولائی کو ترکی پارلیمنٹ میں وزیر اعظم ڈاکٹر سیدام نے جرمنی کو انتباہ کیا۔ کہ وہ مشرق قریب کے معاملات میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہ کرے اگر کسی ملک نے مشرقی بحیرۂ روم میں مداخلت کرنے کی کوشش کی۔ تو ترکی اسے ہرگز برداشت نہیں کرے گا۔

انہوں نے ترکی پر جرمن اخبارات کے حملوں اور جرمن سفیر فان پاپن کی ریشہ دوانیوں کی شدید مذمت کی۔ اور کہا۔ کہ یہ غلط بیانیاں اور فتنہ پرور پروپیگنڈا ترکی اور اس کے دوستوں کے درمیان اختلاف اور تفرقہ پیدا نہیں کر سکے گا۔ ان افواہوں کا ذکر کرتے ہوئے کہ روس نے ترکی کو الٹی میٹم دیا ہے۔ کہ دردانیال روس کے حوالے کر دیا جائے۔ ان کی تردید کی۔ اور کہا۔ کہ روس نے ترکی کو کوئی الٹی میٹم نہیں دیا۔ اگر یہ آنے والے واقعات کے متعلق کوئی اشارہ ہے تو میں اعلان کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر کسی قوم یا ملک نے دردانیال کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو ترک اسے برداشت نہیں کریں گے۔ دردانیال ترکی کی آزادی کی کنجی ہے۔ جسے ترک کسی غیر قوم کے سپرد نہیں کریں گے۔ اس کی حفاظت کے لئے ترکی کا ہر فرد لشکر کیل کانٹے سے لیس کھڑا ہے۔ ترک کسی پر حملہ کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن اگر کسی نے ترکی پر حملہ کیا۔ تو ترک اس وقت تک مقابلہ کریں گے۔ جب تک سرزمین ترکی میں ایک ترک بھی موجود ہے۔

جرمنوں نے مطالبہ کیا تھا۔ کہ ترکی کے وزیر خارجہ سراج اوغلو کو وزارت خارجہ سے الگ کر دیا جائے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر سیدام نے کہا۔ کہ ترکی کی حکومت اپنے نفع نقصان کو خوب اچھی طرح جانتی ہے۔ وہ اپنے معاملات کا تصفیہ کر سکتی ہے۔ وہ آزاد ہے۔ اور اپنی مصلحت کے مطابق اپنے سفیر اور وزیر مقرر کرتی ہے۔ اس بارے میں کسی قوم یا ملک کی مداخلت اسے گوارا نہیں۔

ترکی وزیر اعظم کی تقریر کا اثر تمام بلقانی اور غیر جانبدار ممالک پر نہایت عمدہ ہوا ہے انگلستان کے اخبارات نے اس صاف گوئی اور صاف بیانی کے لئے ترکی کے وزیر اعظم کو خراج تحسین ادا کیا ہے اس سلسلے میں یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ ڈاکٹر سیدام جب ترکی پارلیمنٹ میں تقریر کر رہے تھے۔ برطانوی سفیر گیلری میں موجود تھے مگر جرمن سفیر غیر حاضر تھا۔

ہفتہ زیر تبصرہ میں میونخ کے مقام پر ہٹلر نے اٹلی کے وزیر خارجہ کاؤنٹ چیانو اور ہنگری کے وزیروں سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں کن امور پر تبادلہ خیالات ہوا۔ اور کیا کیا فیصلے

کیئے گئے۔ اس بارے میں قطعی طور پر کوئی علم نہیں ہو سکا۔ البتہ قیاس آرائیاں بے شمار کی گئی ہیں۔ ایک بیان ہے۔ کہ کاؤنٹ چیانو کو ہٹلر نے یہ حقیقت واضح کرنے کے لئے طلب کیا تھا۔ کہ بحیرۂ روم میں اٹلی نے جو پالیسی اختیار کی ہوئی ہے۔ اور ادھورے دل سے جس طرح جنگ کر رہا ہے۔ وہ ہٹلر کو پسند نہیں۔ ایک بیان یہ ہے۔ کہ بلقان کی طرف کوئی قدم اٹھانے کے سلسلے میں ہٹلر کو کوئی مشورہ کرنا تھا۔ اس لئے ہنگری کے وزیر بھی بلائے گئے تھے۔ ہنگری کے وزیروں کی آمد کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ کہ ہنگری رومانیہ سے اپنا علاقہ ٹرانسلوانیا طلب کر رہا تھا۔ ہٹلر نے ہنگری کے وزیروں کو مشورہ دیا۔ کہ وہ فی الحال اپنا یہ مطالبہ ترک کر دیں۔ ایک بیان یہ بھی ہے۔ کہ بلقان کی طرف قدم بڑھانے کے لئے ہنگری کی امداد حاصل کرنا مقصود ہے۔

روس اور انگلستان کے درمیان تعلقات بہتر بنانے کے سلسلے میں گفت و شنید جاری تھی۔ اس کے متعلق پارلیمنٹ برطانیہ میں بیان دیتے ہوئے نائب وزیر خارجہ نے کہا۔ کہ دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات پہلے کی نسبت زیادہ بہتر ہیں۔ اور روس نے حکومت برطانیہ کو یقین دلایا ہے۔ کہ وہ کوئی ایسا اقتصادی یا سیاسی اقدام نہیں کرے گا۔ جو جرمنی کے حق میں اور برطانیہ کے خلاف ہو۔

باعزت صلح جرمنوں کے نزدیک کیا ہے۔ اس کا احساس ان فرانسیسی جرنیلوں کو اب ہونا شروع ہو گیا ہے۔ جنہوں نے اعلان کیا تھا۔ کہ شرائط صلح اگرچہ سخت ہیں۔ مگر ان سے فرانس کی عزت اور حمیت پر کوئی ضرب نہیں آتی۔ ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ جرمنوں نے فرانسیسیوں کو حکم دیا۔ کہ وہ بنکوں میں اپنا سرمایہ۔ ہنڈیاں نقدی اور بیش قیمت جواہرات کی تفصیل مہیا کریں۔ فرانس کے وزیر اب یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ حکم شرائط صلح کے خلاف ہے۔ اور فرانسیسی حکومت جرمنوں سے اس بارے میں گفت و شنید کرے گی۔

۱۸ جون سے جرمن طیاروں نے برطانیہ پر فضائی حملوں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ لیکن جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ یہ حملے خود جرمنوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئے۔ برطانیہ کے جنگی طیاروں۔ طیارہ شکن توپوں اور ساحلی توپوں نے جرمنوں کے ۱۱۰ طیارے برطانیہ میں تباہ کر کے گرائے۔ اس سلسلے میں یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ ۷ جولائی سے جرمنی کے طیارے زیادہ سے زیادہ تباہ ہونے شروع ہوئے ہیں۔ ۷ جولائی کو سات طیارے اور ۸ جولائی کو آٹھ طیارے تباہ کیئے گئے۔ اور ۱۱ جولائی کو ۲۲ طیارے تباہ کیئے گئے۔ ان طیاروں میں وہ طیارے شامل نہیں۔ جو نقصان اٹھا کر واپس بھاگتے ہوئے سمندر میں گر کر تباہ ہوئے۔ جب سے جنگ شروع ہوئی ہے۔ برطانیہ

میں ۱۷۹ جنگی طیارے تباہ کیے گئے ہیں ؛

اس کے برعکس جرمنی کے رائن لینڈ اور روہر کے علاقوں میں فوجی اڈوں اور اسلحہ سازی کے کارخانوں پر برطانوی طیاروں نے جو بمباری کی۔ اس میں جرمنوں کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ ان کے کئی کارخانوں میں آگ لگ گئی۔ تیل کے ذخیرے جلا دیئے گئے۔ بندرگاہوں میں ان کی آبدوزیں اور جہاز تباہ کئے گئے ؛

ان بمباریوں نے جرمنوں پر خوف وہراس طاری کر رکھا ہے۔ کیونکہ گوئرنگ اور گوئبلز نے جرمنوں کو یہ یقین دلایا تھا۔ کہ برطانیہ کے طیاروں کو جرمنی کی سرحد پار کر کے ملک کے اندر داخل ہونے کی جرأت نہ ہوگی۔ اور اگر کوئی طیارہ آجائے گا۔ تو وہ واپس نہ جا سکے گا۔ مگر جرمن یہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ برطانوی طیارے ہر روز آتے ہیں۔ اور تباہی و بربادی بپا کرنے کے بعد واپس چلے جاتے ہیں۔ آتی دفعہ انہیں کوئی روکتا نہیں۔ اور جاتی دفعہ ان کا پیچھا نہیں کیا جاتا ؛

ان بمباریوں سے جرمنی کو جو نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ اس کے پیش نظر امریکہ کے اخبارات نے لکھا ہے۔ کہ اگر یہی رفتار رہی۔ تو جرمنوں کے جنگی وسائل بہت جلد تباہ ہو جائیں گے ؛

جرمنوں کے پے در پے اور مسلسل حملے برطانیہ کے حوصلے اور ہمت پست نہیں کر سکتے۔ دفاع کے انتظامات اور بچاؤ کی تدبیریں اس قدر کامیاب ثابت ہوئی ہیں۔ کہ اتلاف جان بہت کم ہوا ہے ؛ برطانیہ کے کارخانوں میں دن رات کام ہو رہا ہے۔ اور تازہ ترین اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر قسم کے آلات جنگ کی ساخت کی رفتار پہلے سے کئی گنا زیادہ ہو گئی ہے ؛

ترکی کی دیہی تعلیم

(از جناب خواجہ محمد مقدس صاحب)

ترکی کو جدید سانچے میں ڈھالنے کے لئے اتاترک مرحوم کو جن مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ ایک دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ اور ان کی ملکی و ملی خدمات کو کسی صورت میں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ جنگ ترکی و یونان کے بعد آپ نے اپنے عزیز ملک کی تجدید کے لئے جو کچھ کیا۔ ترک قوم اس کے لئے صدیوں تک ان کی ممنون احسان رہے گی ؛

مرحوم اتاترک بخوبی جانتے تھے۔ کہ ترکی کے ارتقا کا ایک راز ملک کے دیہی طبقے میں تعلیم کی ترویج ہے۔ جنگ عظیم کے زمانے میں یا اس سے قبل ترکی کے دیہاتی لوگ بالکل ناخواندہ تھے۔ اور تعلیم سے انہیں کوئی لگاؤ نہ تھا۔ انقلاب کے بعد اتاترک مرحوم نے محسوس کیا۔ کہ دیہات کی اصلاح اشد ضروری ہے۔

اور ان گنجان آباد اضلاع میں جو شہروں کے تعلیمی مرکزوں سے دور ہیں تعلیمی سہولتیں بہم پہنچانا ملک کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دینے کے مرادف ہے ؛ دیہاتیوں کو تعلیم دینے کا مقصد یہ تھا۔ کہ تمام قوم کے دل و دماغ کو نئے راستے پر لگایا جا سکے ۔ تاکہ آنے والی نسلیں یورپ اور امریکہ کے ہم پلہ ہونے کا دعویٰ کر سکیں۔ یہ اسی بیج کا نتیجہ ہے۔ جو مرحوم اتاترک نے بویا تھا۔ کہ آج ترکوں کا شمار یورپ کی زندہ قوموں میں ہوتا ہے ؛

دیہاتیوں کو تعلیم دینا اس لئے بھی ضروری تھا۔ کہ تعلیم حاصل کئے بغیر وہاں کے دیہاتی زراعت کے جدید ترین اصولوں سے واقف نہیں ہو سکتے تھے۔ لیکن ترکی کے دیہات میں تعلیم کی ترویج کا مقصد صرف زراعت کی پیداوار میں اضافہ کرنا نہیں تھا۔ بلکہ اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا۔ کہ دیہات کے جاہل لوگ اپنے آپ میں زندہ قوموں کے افراد کی سی خصوصیات پیدا کر لیں۔ ان کی صحت اچھی اور معیار زندگی بلند ہو جائے ؛

ابتدا میں ان مشکلات پر قابو پانے کے لئے اُن اساتذہ کو دیہاتی مدرسوں میں مقرر کیا گیا۔ جو خاص خاص قابلیتوں کے مالک تھے۔ بلکہ اب بھی ان لوگوں ہی کو استاد مقرر کیا جاتا ہے۔ جو دیہاتیوں کے طرز معاشرت سے پوری طرح واقف ہوں۔ اور ان کی ضروریات اور تکالیف کا انہیں پوری طرح اندازہ ہو۔ تاکہ وہ دیہاتی طلبہ کو مناسب تعلیم دے سکیں ؛ ان اساتذہ کا جفاکش اور محنتی ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ طلبہ کو جفاکشی کی زندگی بسر کرنے پر آمادہ کر سکیں ؛

حکومت ترکیہ نے دیہات میں تعلیم کی توسیع کے لئے جو پہلا قدم اٹھایا۔ وہ یہ تھا۔ کہ دیہاتیوں کی تعلیم کے لئے دیہات میں سے چند لائق اشخاص منتخب کر کے انہیں استاد مقرر کیا گیا۔ اور انہوں نے کارپردازان حکومت سے یہ حتمی وعدہ کیا۔ کہ وہ اپنی ہمت اور بساط کے مطابق دیہاتیوں کی تعلیم و ترقی میں ہر ممکن مدد کریں گے۔ ان اساتذہ میں سے بعض وہ اشخاص بھی تھے جن کی علمی قابلیت نسبتاً کم تھی۔ مگر وہ کسی زمانے میں ملک کی فوجی خدمات انجام دے چکے تھے ؛ اس اقدام کا یہ فائدہ ہوا۔ کہ دیہاتی فوجی قواعد سے بھی واقف ہو گئے ؛ اس کے بعد دوسرا سیشن موسم بہار میں شروع ہوا۔ اور فصلوں کی کٹائی تک رہا۔ اس سیشن کے اسباق زیادہ تر عملی تھے ؛ یہ دیہاتی استاد جب طالب علموں کی ایک اچھی خاصی تعداد کو فارغ التحصیل کر چکے تو ان طلبہ کو مختلف ٹولیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور یہ طلبہ اساتذہ کی خدمت انجام دینے لگے ؛

ترکی زبان۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ حساب۔

جیومیٹری اور ہائی جین کی تعلیم اوّل اوّل طلبہ کو دی گئی۔ ہر استاد کو خود ہی مدرسے کی عمارت کا انتظام کرنا پڑتا۔ کیونکہ حکومت کے پاس جنگ عظیم اور جنگ ترکی و یونان کے باعث کافی بجٹ نہ رہا تھا۔ تعلیم کے علاوہ دیہاتی طلبہ ہر قسم کے زراعتی کاموں میں مصروف رہتے۔ مثلاً انہیں فصل بونے اور کاٹنے کی تعلیم دی جاتی۔ آبپاشی کے بہتر ذرائع سے خبردار کیا جاتا۔ ہر قسم کے کام کے لئے ایک خاص دن مقرر کر دیا جاتا۔ اور باری باری ہر قسم کی صنعت کی تعلیم دی جاتی۔

سنہ ۱۹۳۶ء کے آغاز میں ان طلبہ نے جن کو اساتذہ کے فرائض سونپے گئے تھے۔ مختلف دیہات میں ذاتی اسکول کھولے کسانوں کے زر اعانت سے اسکولوں کے لئے میز کرسیاں اور چٹائیاں وغیرہ خریدی گئیں۔ اور جب تمام ضروریات مہیا ہو گئیں۔ تو انہوں نے بالغوں کو رات کے وقت بھی تعلیم دینی شروع کر دی۔ اور چار ماہ کے قلیل عرصے میں ہر بالغ ناخواندہ لکھنے پڑھنے کے قابل ہو گیا۔

تھوڑی ہی مدت میں کسان اچھی فصلیں پیدا کرنے کے طریقوں سے بخوبی واقف ہو گئے۔ انہوں نے اپنے اپنے گاؤں میں خوبصورت باغ لگائے۔ گھروں کو پھول لگا کر سجایا اور صنعتی تعلیم حاصل کر کے اپنی آمدنی میں اضافہ کر دیا۔ غرضکہ تھوڑے ہی عرصے میں وہ اپنی دیہاتی زندگی کو شہری زندگی میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

اس طریقہ تعلیم کے نتائج اس قدر شاندار برآمد ہوئے۔ کہ حکومت نے متاثر ہو کر سنہ ۱۹۳۷ء میں ارفی انجان اور ادونہ وغیرہ کے اضلاع میں بھی اسکول کھول دیئے۔ اب وہاں ہر سال ۵۰۰ سے زیادہ دیہاتی دوسروں کو تعلیم دینے کے قابل بن جاتے ہیں۔ وہ اشخاص جنہوں نے سنہ ۱۹۳۶ء میں تعلیم حاصل کی۔ اب بعض اضلاع کے انسپکٹر آف اسکولز ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں دورہ کر کے کسانوں کو اپنے خیالات اور پند و نصائح سے مستفید کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ سرزمین ترکیہ کے گوشے میں زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی ہے۔

بچّوں کو خود اعتمادی سکھانا

(از محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ کلکتہ)

لاڈلے اور بیکار بچے جو اپنا کوئی کام خود انجام نہیں دے سکتے۔ اب نسبتاً کم نظر آتے ہیں حالانکہ اب سے دس سال پہلے ان کی تعداد بدرجہا زیادہ تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ پہلے لوگوں میں روایتی امارت کو برقرار رکھنے کی غرض سے بچوں سے کوئی کام لیا ہی نہیں جاتا تھا حتیٰ کہ

ان کا خود اُٹھ کر پانی پینا بھی معیوب سمجھا جاتا تھا + پہلے ملازمین بھی زیادہ تعداد میں رکھے جاتے تھے۔ کیونکہ ان کی تنخواہیں بھی زیادہ نہ تھیں۔ وہ ہر دم ان کے اشارے پر ان کی خدمت کو تیار رہتے تھے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ بچے بڑے ہو کر بھی بالکل ناکارہ اور محتاج رہتے ؛

کیا یورپ اور کیا ہندوستان ہر جگہ ایسے بچوں کی کثرت تھی۔ عیش و آرام میں پلنے کی وجہ سے ادنیٰ ادنیٰ کاموں کے لئے نوکروں پر تکیہ کئے رہتے تھے۔ مگر موجودہ دور میں ہمارے اخراجات بڑھ جانے کی وجہ سے نوکروں کی تعداد میں کمی واقع ہو گئی۔ اور قدرتاً ہم ہر کام میں نوکروں پر تکیہ کرنے کی بجائے اپنے کام اپنے ہاتھوں انجام دینے لگے۔ اور اس طرح رفتہ رفتہ ہمارے بچوں کی عادتیں بھی سدھرنے لگیں ؛

جو ماں باپ اپنے بچوں کو کچھ کام کرنے نہیں دیتے۔ انہیں بچوں کے ننھے دلوں کی اس مسرت کا احساس کبھی نہیں ہوتا۔ جو انہیں اپنے ہاتھوں کسی کام کو انجام دینے میں ہوتی ہے ، مثلاً ننھے کو اپنے ہاتھوں سے ننھے ننھے بوٹ یا شوز پہن لینے میں جو خوشی اور فخر محسوس ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کے پہنانے سے نہیں ہوتا۔ انہیں اپنی قابلیت پر بڑا ناز ہوتا ہے۔ اور وہ سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ ہم بھی اس لائق ہو گئے ہیں۔ کہ اپنا کام خود کر لیں ؛

موجودہ زمانے کے حالات کا اندازہ کرتے ہوئے ضروری ہے۔ کہ ہم اپنے بچوں کو حتی الامکان خود اعتمادی کی تعلیم دیں۔ اور ابتدا ہی سے انہیں ذمہ داری کا احساس دلائیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی خاص شوق یا ہابی کی طرف اس کی طبیعت مائل ہے۔ تو اس کے متعلق سب ضروری لوازم خود اسی کے ہاتھوں مکمل ہونے دیں۔ یہ نہیں۔ کہ سارا سامان ماں باپ یا ملازمین تیار کر دیں۔ اس کے بعد Finishing touches کے لئے نونہال تشریف لا کر محض کورے ہی رہ جائیں ؛

فرض کیجئے کہ آپ نے ننھے کو ایک سائیکل منگوا دی۔ اب آپ اسے صاف اور چمکدار رکھنے کا کام اس کے سپرد کر دیں + خود اعتمادی سکھانے کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے۔ کہ بچوں کو کسی کام کی تکمیل کے لئے کافی وقفہ دیا کریں اور کسی صورت میں بھی کسی کام کو جلد ختم کرنے کی دھمکی نہ دیں۔ اس طرح وہ گھبرا کر بنا بنایا کام بگاڑ دیں گے ؛

بعض بچے اپنا لباس خود پہننے کے بہت مشتاق ہوتے ہیں۔ یہ ہم انہیں بہت ہی محبوب

معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اگر آپ ہر بات میں انہیں عجلت سے کام لینے کی تاکید کریں۔ تو وہ اس کام سے اُکتا جائیں گے۔

بعض بچے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو خود مختاری اور خود اعتمادی کو پسند نہیں کرتے۔ اور ہمیشہ مدد کے طالب رہا کرتے ہیں۔ انہیں ہر وقت مدد دینا ضروری ہے۔ اس وقت ان پر سختی کرنا ٹھیک نہیں۔ ورنہ وہ کام کرنے کی عادت سے متنفر ہو جائیں گے۔

آپ کو اس وقت حکمت عملی اور حسن تدبیر سے کام لینا ہوگا۔ حسن تدبیر سے بچے کی طبیعت خود بخود کام کی طرف مائل ہو جائے گی۔ اگر ہم بچوں سے زبردستی ایسے کام کرائیں گے۔ جو ان کی سمجھ سے بالا ہوں۔ تو بچے بادل ناخواستہ آپ کا حکم تو مان لیں گے۔ مگر ساتھ ہی اپنی سرکشی کو بھی بروئے کار لائیں گے۔ اور یہ خیال ان کے ذہن نشین ہو جائے گا۔ کہ میرے والدین بڑے جابر ہیں۔ اور ناحق مجھے ستاتے ہیں۔

برخلاف اس کے اگر ہم انہیں ہر کام سکھاتے وقت موقع و محل سے مدد دیتے ہیں۔ تو وہ نہ صرف شکر گزار ہوں گے۔ بلکہ ان میں صحیح طور سے کام کرنے کی صلاحیت بھی پیدا ہو جائے گی۔

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ اگر صغیر سنی سے بچوں کو کام میں لگا دیا جائے۔ تو ان کی دلی امنگیں مردہ پڑ جاتی ہیں۔ اور بہت جلد وہ بڑے بوڑھے بن جاتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر ان میں سرکشی کا پیدا ہونا بھی تعجب خیز نہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہر کام میں ماں بھی ان کے ساتھ شرکت کریں۔ تاکہ باہمی ہم خیالی کا مادہ بھی ابتدا ہی سے ان کے طبائع پر نقش ہو جائے۔ اور ان کو گھر کی ہر بھلی اور بُری حالت کا احساس ہو جائے۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ اگر کسی وجہ سے ملازمین گھر پر موجود نہیں۔ یا بیمار ہو گئے ہیں۔ تو اس وقت بیچاری ماں صبح سے شام تک بچوں کی ناز برداریوں میں مصروف رہتی ہے۔ جب اسے گھر کے بے شمار کاموں کے علاوہ بچوں کی ناز برداریاں بھی کرنی پڑتی ہیں۔ تو وہ تکان سے چور چور ہو کر نڈھال سی ہو جاتی ہے۔ اگر بچوں کو کام کرنے کی عادت ہو۔ تو ایسے وقت میں وہ حتی الامکان ماں کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اور ایسا کرنے میں انہیں تکلیف نہیں۔ بلکہ خوشی ہوتی ہے۔

بعض ماؤں کو یہ بُری عادت ہوتی ہے۔ کہ جہاں بچے نے عالی حوصلگی سے کوئی خدمت پیش کی۔ یا کسی کام کا ارادہ کیا۔ انہوں نے فوراً انہیں ڈانٹ پلا دی۔ اور بچہ بیچارہ پست ہمت ہو کر رہ گیا۔ جو مائیں اپنے بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ انہیں چاہئے۔ کہ وہ ہرگز درشتگی کو بروئے کار نہ لائیں۔ بلکہ انہیں نرمی اور خوش اسلوبی سے کام کی طرف راغب کریں۔ کیونکہ خود اپنے ہاتھوں اپنا کام کر لینا۔ اور ہمیشہ دوسروں

کی مدد کو تیار رہنا بچوں کے لئے ایک نہایت اعلیٰ صفت ہے۔ جہاں تک ہو سکے۔ آپ ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور موقع و محل دیکھ کر ان کو شاباشی دیں۔ اس سے ان کی ہمت بڑھتی ہے۔ اور وہ خراج تحسین وصول کرنے کے شوق میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ انہیں کام کرنے اور محنت و مشقت سے نہ گھبرانے کی عادت ہو جاتی ہے۔ ان سے کام لیتے وقت بے پروائی سے کام نہیں لینا چاہئے۔ بلکہ ان کے کام سے زیادہ سے زیادہ دلچسپی کا اظہار کرنا چاہئے۔

اگر آپ چاہیں۔ کہ آپ کے نونہال صحیح معنوں میں فخر خاندان اور فخر قوم ثابت ہوں۔ تو انہیں شروع سے اپنی زندگی اپنے اور دوسروں کے لئے کارآمد اور مفید بنانے کی تعلیم دیجئے۔ اور انہیں ابتدا ہی سے ایسے شغل میں لگائے رکھئے کہ ان میں سستی۔ بیدلی۔ کاہل پن اور بیکار رہنے کی عادت نہ پڑ جائے۔ اور وہ اپنے اوقات کو بہترین مصرف میں لانا سیکھیں۔

نگہ دارد برہمن کار خود را۔
نمی گوید بہ کس اسرار خود را۔
بمن گوید کہ از تسبیح بگذر۔
بدوش خود بروز نار خود را۔

اقبال

بگ بین

دنیا کا مشہور ترین کلاک

(از جناب نثار حسن خاں صاحب بی اے)

جس طرح نیویارک کی فلک بوس عمارتیں روما کا کولیزیم اور برلن کا برینڈن برج ٹاور دنیا میں مشہور ہیں۔ اسی طرح بگ بین کا مینار۔ جو پارلیمنٹ کی عمارات کے اوپر نصب ہے لندن کا سب سے زیادہ معروف اور قابل دید مقام ہے۔ جس کی آواز ہر روز لاکھوں انسانوں تک پہنچتی ہے۔

میں نے لندن کی پارلیمنٹ کی عمارتوں کی تصویریں بارہا اخباروں میں دیکھی ہیں۔ اور جب کبھی لندن یا انگریزوں کا ذکر آتا ہے۔ میرے ذہن میں ان عمارات کا نقشہ آ جاتا ہے۔ اور خاص کر "بگ بین" کا جو دنیا کا مشہور ترین کلاک ہے۔ اسی بگ بین کے نام پر ٹائم پیس بنائی گئی ہے۔ جو مقبول عام ہے۔ اور بہترین قسم کی گھڑیاں پسند کرنے والے لوگ ٹائم پیس خریدتے وقت اسی کو انتخاب کرتے ہیں۔

یہ کلاک نہ صرف لندن کا مشہور ترین اعجوبہ ہے۔ بلکہ برطانیہ کی آواز ہے۔ لندن کی بی۔ بی سی (برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن) اس کلاک کو بطور "سگنل" استعمال کرتی ہے۔ اور اس کے تیرہ ٹن وزنی گھنٹے کی آواز ریڈیو پر

تمام دنیا میں سنائی دیتی ہے۔ دنیا کے کروڑوں ریڈیو سننے والوں کو یہ کلاک ایک ذاتی پیغام دیتا ہے۔ اور وہ پیغام یہ ہے۔ "یہ لندن ہے۔ لندن شب بخیر کہتا ہے"۔

"بگ بین" کے بنانے والے کا نام "سر بنجمن ہال" تھا۔ جو پارلیمنٹ کی عمارات کی تعمیر کے دوران میں فرسٹ کمشنر آف ورکس تھا۔ ویسٹ منسٹر کا سابق محل ۱۸۳۴ء میں آگ لگ جانے سے ضائع ہو گیا تھا۔ اور چھ سال تک وہ جگہ خالی رہی۔ اس دوران میں ایک نئی عمارت بن جانے کی تجاویز زیر غور تھیں۔ سر چارلس بیری کی تجاویز کو جس نے لندن کے بہترین اداروں کی عمارات کی تشکیل کی تھی۔ قابل عمل قرار دیا گیا۔ اور ۱۸۴۰ء میں موجودہ عمارات کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس کے بعد اس عمارت کی تکمیل میں ۱۷ سال صرف ہوئے۔

ویسٹ منسٹر کے قدیم محل کا جو حصہ شعلوں کی زد سے محفوظ رہا۔ وہ ویسٹ منسٹر ہال تھا۔ جسے شاہ ولیم ثانی نے ۱۰۹۷ء میں تعمیر کرایا تھا۔

۸۰۰ سال کے دوران میں ویسٹ منسٹر ہال تاریخ انگلستان کی تمام شان و شوکت۔ تہذیب و تمدن کے عروج ترقی اور نیک و بد حالات کے مرحلوں سے گزر چکا ہے۔

انگلستان کے بادشاہ رچرڈ ثانی نے ویسٹ منسٹر ہال میں اپنی رعایا کے دس ہزار اشخاص کو کرسمس کی دعوت دی تھی۔ اسی ہال میں پارلیمنٹ کے ججوں کے سامنے شاہ چارلس اول گرفتار ہو کر اپنی زندگی کے ایک سنگین مقدمے میں پیش ہوا تھا۔ اسی جگہ آلیور کرامول جو شاہ چارلس کا جانی دشمن تھا۔ انگلستان کا لارڈ پروٹکٹر مقرر کیا گیا تھا۔ یہ انگلستان کا پہلا اور آخری ڈکٹیٹر تھا۔ جب شاہ چارلس ثانی نے اپنے والد کا تخت دوبارہ حاصل کیا۔ تو اسی ہال میں کرامول کا سر کاٹ کر رکھا گیا تھا۔ تاکہ ہر خاص و عام اسے دیکھے۔

ویسٹ منسٹر ہال میں مقبوضات برطانیہ کے مدبروں کی سب سے پہلی باہمی ملاقات ہوئی اور یہی مدبر موجودہ قوموں کی مشترکہ مفاہمت اور مفاد کے پیش رو تھے۔ اسی ہال میں شاہ ایڈورڈ ہفتم اور شہنشاہ جارج پنجم کا جنازہ دفن کئے جانے سے قبل چند روز تک رکھا گیا تھا۔ اور تازہ ترین تقریب جو اس ہال میں انجام دی گئی۔ وہ فرانس کے پریزیڈنٹ لبرن کا لندن کی پارلیمنٹ کی طرف سے خیر مقدم تھا جب کہ گزشتہ سال وہ سرکاری طور پر لندن تشریف لے گئے تھے۔

بگ بین جو ویسٹ منسٹر کے قدیم محل کے اوپر ۳۰۸ فٹ کی بلندی پر نصب ہے۔ تمام دنیا میں سب سے صحیح وقت دینے والا کلاک ہے۔ دن میں دو مرتبہ گرینچ کے شاہی مشاہد

گاہ سے وقت کی اطلاع آتی ہے۔ سالہاسال گزر گئے ہیں۔ لیکن اس کی چودہ فٹ لمبی منٹوں کی سوئیوں میں جو لندن کے گزرتے ہوئے لوگوں کو وقت بتاتی ہیں۔ کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہوئی۔ سوائے اس تغیر و تبدل کے جو موسم گرما میں وقت بدلنے پر کیا جاتا ہے ؎

اس شہرۂ آفاق کلاک کی غور و پرداخت کا انتظام اس کے بنانے والوں کے ہاتھوں میں ہے۔ جو لندن کے قدیم ترین کلاک بنانے والوں میں سے ہیں۔ اور انگلستان کے کاروبار کے دفتر کی زیر نگرانی اس کلاک کی دیکھ بھال کرتے ہیں ہفتہ میں تین مرتبہ بجلی کے ذریعے اس کلاک کو چابی دی جاتی ہے۔ اور اگر یہ کلاک تھوڑی دیر کے لئے بھی بگڑ جائے۔ تو برطانیہ کے دارالسلطنت کی پریشانی کا نقشہ ذہن میں لانا مشکل ہے ؎

بگ بین کے چار ڈائل ہیں۔ اور ہر ایک کا قطر ۲۳ فٹ لمبا ہے۔ ہندسوں کی لمبائی آٹھ فٹ ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ منٹ کی سوئی کی نوک ایک سال میں ایک سو میل سے زیادہ سفر طے کرتی ہے۔ اور اس کلاک کے گہری آواز والے گھنٹے کا وزن تیرہ ٹن یا ۳۶۴ من ہے ؎

بگ بین کی قیمت بیس ہزار پاؤنڈ یا تقریباً دو لاکھ اڑسٹھ ہزار چار سو سینتیس روپے ہے۔ اور اتنے سالوں کی لگاتار خدمت سے یہ کلاک اپنی قیمت کے اعتبار سے کہیں زیادہ کارآمد ثابت ہوا ہے ؎

تقریباً سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ جب یہ کلاک ویسٹ منسٹر کے اوپر نصب کیا گیا تھا۔ اور اس دوران میں بہت تغیرات ہوئے۔ اور متعدد پارلیمنٹیں تبدیل ہوئیں۔ لیکن برطانوی پارلیمنٹ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ سالہاسال سے جس طرح بگ بین میں سے اس کے دل کی آواز نکل رہی ہے۔ اسی طرح اب بھی اس کے زیر سایہ برطانیہ عظمیٰ کی پارلیمنٹ کے مدبر ارکان اپنے حقیقی جذبات قلب کا اظہار کرتے ہیں۔ اور وہ اب بھی آزادی کے سچے علم بردار ہیں۔ اور دنیا کو ذلت اور تباہی سے بچانے کے لئے ہمیشہ سے کوشاں ہیں۔ اور کوشاں رہیں گے ؎

محترمہ جمیلہ بیگم کا گرامی نامہ

جناب تاج صاحب۔ تسلیم۔ مزاج شریف

تہذیب نسواں کا سالگرہ نمبر ملا۔ دیکھ کر خوشی سے دل باغ باغ ہو گیا۔ اس مرتبہ ٹائٹل بیحد دیدہ زیب ہے۔ سچ پوچھئے تو مجھے اس مصور سرورق سے یہ ڈیزائن زیادہ نفیس معلوم ہوتا ہے۔ اور رنگت کی اسکیم میں بھی آرٹسٹک انتخاب ہوا ہے ؎

مضامین کے لحاظ سے تو تہذیب نسواں بلاشبہ ایک ممتاز ترین اخبار ہے۔ جو ہر موضوع پر بہترین مضامین شائع کرکے عورتوں کی لاج رکھ رہا ہے۔ زمانۂ گذشتہ میں لوگ عورتوں کو ناقص العقل اور ناقص الدین کہہ کر ان کی دل شکنی کیا کرتے تھے۔ اور یہ نہیں جانتے تھے۔ کہ یہی بے زبان ہستی ایک دن احساس مذلت سے متاثر ہو کر ہماری اس کذب بیانی کا پردہ چاک کردے گی۔ اور دکھا دے گی۔ کہ مستقبل قریب میں وہ ہمدرد قوم بزرگوار جناب شمس العلما مولوی سید ممتاز علی مرحوم اور جنت مکانی محترمہ مغفورہ سیدہ محمدی بیگم صاحبہ کی صحیح رہنمائی میں کس قدر دوربین۔ معاملہ فہم اور قابل ثابت ہوسکتی ہے؛

غالباً جنگ کے باعث اخراجات کی زیادتی نے تصاویر سے دست کشی پر مجبور کیا ہے۔ کیونکہ مصارف بڑھ جانے کی وجہ سے ہر اخبار میں اس کا رونا ہے۔ بڑے بڑے کثیر الاشاعت روزناموں نے صفحات میں کمی کردی ہے۔ وہی سنڈے ایڈیشن جو کبھی ۳۶ + ۴۰ صفحوں کا ہوتا تھا۔ اب صرف ۲۰ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔ باوجودیکہ اس میں اشتہارات کی کثرت اس اخبار کے اخراجات سے زیادہ آمدنی کی ذمہ دار ہے؛

تمام اردو اخبارات اور رسائل آمدنی کے خیال سے مختلف دواؤں کا اشتہار دے کر اپنے اخبار کی پیشانی پر ایک بدنما دھبہ لگا دیتے ہیں۔ اور شریف خواتین کے پاکیزہ ماحول کا خیال مدنظر نہیں رکھتے۔ مگر تہذیب نسواں کی فراخ چشمی ان سب اخبارات و رسائل پر بازی لے گئی ہے۔ نہ اس نے پہلے کبھی اس قسم کے منافع کی پروا کی۔ نہ آئندہ کرے گا۔ خواہ اسے کتنا ہی مالی خسارہ کیوں نہ ہو؛

موجودہ دور میں تہذیب نسواں میں تصاویر کا انتظام اخراجات کا بار بڑھانے کے سوا اور کسی مفید کام نہیں آسکتا۔ البتہ اگر موقع ومحل سے مضمون نگار خواتین مشہور مصنف خواتین یا ایسی ہی ہردلعزیز قابل قدر بہنوں کے شادی بیاہ کی تصاویر وغیرہ دی جائیں۔ تو اس سے تہذیبی بہنوں کی یگانگت میں اضافہ ہوگا۔ محترمہ مسز محبوب امتیاز علی صاحبہ نے اور اس سے پیشتر ان کی مرحومہ والدہ محترمہ نے بھی شاید انہی لطیف خیالات کے ماتحت اپنی تصویریں شائع کرائی تھیں۔ مگر دوسری بہنوں کو اس کی ہمت ہی نہ ہوئی۔ اور کیونکر ہوتی۔ ظالم سماج کی جکڑ بندھن اب بھی کافی مستحکم ہے۔ اس کے خوف سے یہ اسکیم یونہی ناکام رہی؛

تہذیب نسواں کے سالگرہ نمبر میں محترمہ زہرہ بیگم فیضی صاحبہ کا مضمون "تہذیب نسواں کے بانی" بہت ہی دل چسپ۔ موثر اور حسین ہے۔ آپ نے اس عہد کی یاد کو دہرایا ہے۔ جب ان کی دوست محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ ومغفورہ)

بنفس نفیس تہذیب نسواں کو پروان چڑھانے میں مصروف تھیں ؛

"ہماری انجمنیں" بھی بے حد قابل توجہ مضمون ہے۔ قابل مضمون نگار نے اس مضمون میں بعض نہایت تلخ حقائق کو واضح کیا ہے۔ کاش ہماری سب بہنوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہو جائے ؛

تاریخی مضامین لکھنے میں ہمارے پروفیسر طاہر غلام ناصر خاں ید طولےٰ رکھتے ہیں۔ آپ کا مضمون بھی بہت خوب ہے ؛

"آرام وسکون" تو ایسا دلچسپ کھیل تھا۔ کہ اسے جتنی مرتبہ بھی پڑھا جائے اتنا ہی کم ہے۔ جس طرح محترمہ مسز امتیاز علی صاحبہ کو مختصر افسانوں کو فطرتی دلکشی بخشنے کا ملکہ ہے تاج صاحب کو ڈراموں کی تکمیل میں وہی قدرت حاصل ہے۔ اس ننھے سے مزاحیہ کھیل کا ایک ایک لفظ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی جادو نگاری کے طفیل یہ کھیل کھیل نہیں۔ بلکہ قہقہہ انگیز مناظر کی ایک مکمل تصویر معلوم ہوتا ہے ؛ لطف یہ ہے۔ کہ یہ ڈراما ایک اصلاحی پہلو بھی لئے ہوئے ہے۔ ممکن ہے۔ کہ بعض باتونی بیویوں کے لئے یہ ایک سبق ثابت ہو ؛

محترمہ و۔ا صاحبہ اور جناب رحمت نبی خاں صاحب کے مضمون بھی اپنی نوعیت کے بہترین مضمون تھے ؛

سالنامے کو دیکھ کر میرے دل سے اس کے لئے نیک دعائیں نکل رہی ہیں۔ ہر لحاظ سے یہ نمبر بہت شاندار ہے۔ لیکن اس میں ایک کمی بہت بُری طرح سے محسوس ہو رہی ہے اور وہ یہ کہ اس نمبر میں محترمہ حجاب صاحبہ کا کوئی مضمون یا افسانہ نہیں ؛

آخر میں انعام کی گرانقدر رقم کا دلی شکریہ ادا کرتی ہوں۔ نیز امید کرتی ہوں۔ کہ آپ سب مع الخیر بصحت و مسرت ہوں گے۔ محترمہ مسز امتیاز علی کی خدمت میں سلام نیاز قبول ہو۔ اور ننھی یاسمین کو پیار۔ اس کی تصویر کئی سال ہوئے تہذیب اور پھول اخبار میں شائع ہوئی تھی۔ غالباً اب وہ کنڈر گارٹن کلاس میں ہوگی ؟ زیادہ والسلام ؛

خاکسار آپ کی بہن جمیلہ بیگم

صحت بخش غذا کی تیاری

از محترمہ سیدہ اشرف صاحبہ

(سلسلے کے لئے دیکھیں صفحہ ۷۲۲)

جملہ قسم کے غلّوں دالوں اور گوشت کے مفید اجزا اور "وٹامنز" بالخصوص لحمی اجزا۔ شحمی اجزا (چربی) نشاستہ دار اور شکری اجزا وغیرہ معمولی طریقے سے ہلکی آنچ پر پکانے سے ضائع نہیں ہوتے۔ اور نشاستہ دار اشیاء کو بھوننے اور تلنے میں بھی چنداں مضائقہ نہیں

یوں تو عام غذاؤں کو معمولی طریقے پر خفیف سے مکھن۔ گھی یا چربی میں تلا جائے تو اُن کی اہمیت میں کوئی فرق یا تبدیلی نہیں ہوتی۔ البتہ گھی یا مکھن کی وٹامن اے ضائع ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ماہرین غذا کا خیال ہے۔ کہ چربی میں تلنا غذائیت اور غذا کے جوہر حیات پرور (وٹامنز) کو محفوظ رکھنے کیلئے مفید ہے۔ تمام غلّے وٹامنز بی سے پُر ہیں لیکن کٹنے اور پیسنے سے ان کا یہ مفید عنصر ضائع ہو جاتا ہے۔ خصوصاً مشین سے کوٹے اور پسے ہوئے غلّوں کا نمک پروٹین اور وٹامن کا بالکل ستیاناس ہو جاتا ہے۔ اس لئے بہت زیادہ مہین آٹا یا میدہ صحت کے لئے غیر مفید قرار دیا گیا ہے۔

ہاتھ کے کوٹے ہوئے چاول۔ ہاتھ کی چکّی کا موٹا آٹا۔ دلیا اور فورس کا استعمال غذائیت کے لحاظ سے بہت مفید مانا گیا ہے۔ غذا کی تیاری میں اس امر کی طرف خاص توجہ درکار ہے۔ عموماً چھوٹے شہروں اور خصوصاً بڑے شہروں میں غلّوں کا مشینوں سے محفوظ رہنا قطعی ممکن نہیں۔ مگر حتیٰ الوسع بہت مہین آٹے۔ چونے کے مانند سفید چاول اور میدے کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ دالوں کا چھلکا عموماً بیحد احتیاط کیساتھ نکالا اور صاف کیا جاتا ہے۔ اور بجز اس کے دال کا استعمال بھی ممکن نہیں۔ لیکن چنے کا چھلکا بہت سے مفید اجزاء کا حامل ہے۔ اس لئے بجائے چنے کی دال کے ثابت چنے کا استعمال زیادہ مفید ہے۔

بعض لوگ دالوں کو پکانے میں بالکل احتیاط نہیں برتتے۔ مثلاً بہت سارے پانی میں گھنٹوں دال کو تیز آنچ پر پکاتے ہیں۔ جس سے اس کے وٹامن نمکیات اور پروٹین بالکل ضائع ہو جاتے ہیں۔ نیز پکنے کے دوران میں بار بار پانی ڈالنا بھی مناسب نہیں۔ نہ اتنی تیز آنچ ہو۔ کہ اُبال آکر پانی پتیلی سے گرنے لگے۔ علاوہ ازیں دالوں کو کھلا رکھ کر ہرگز نہ پکانا چاہیئے۔ ویسے تو کوئی چیز کھلی نہ پکائیے۔ کیونکہ بھاپ کے ذریعہ بہت سے مفید اجزا خارج ہوکر غذا کو بدمزہ بے رنگ و بُو اور غیر مفید بنا دیتے ہیں۔

وٹامن اے۔ بی۔ سی اور پروٹین کے اجزا بہت ہی نازک و لطیف ہوتے ہیں۔ اور ذرا سی بے احتیاطی سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً پروٹین۔ وٹامن اے اور سی حرارت کی قطعی تاب نہیں لا سکتے۔ اور بہت معمولی درجۂ حرارت پر بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔ تب ہی تو ماہرین علم الغذا اور ڈاکٹر پروٹین اور وٹامن "اے" اور "سی"

والی اشیاء کو حتّی المقدور کچّا استعمال کرنے پر عوام کو متوجّہ کر رہے ہیں۔ اگر پکانے میں احتیاط سے کام لیا جائے۔ تو اُس کی تھوڑی بہت مقدار غذا میں ضرور محفوظ رہ سکتی ہے۔

اوّلین شرط یہ ہے۔ کہ سبزیاں ترکاریاں گلی سڑی باسی اور سُوکھی نہ ہوں۔ پھر انہیں کئی کئی پانی سے مل کر دھونا اور بہت سا پانی ڈال کر گھنٹوں تیز آنچ پر نہ پکانا چاہیئے۔ اور نہ بھوننا چاہیئے۔ اس طرح اس کی غذائیت مر جائے گی۔ مکھن اور گھی میں وٹامن "اے" کے بھی لطیف اجزا ہوتے ہیں۔ اگر مکھن اور گھی کو کھُلے بڑے برتن میں بہت دیر تک گرم کیا جائے تو اس کے وٹامن ضائع ہو جاتے ہیں ؀

اسی طرح دُودھ بھی بُہت سے مُفید اجزا کا معدن ہے۔ اسے بھی بہت زیادہ گرم کرنے اور بار بار جوش دینے سے اس کے اجزائے غذائی جل جاتے ہیں۔ اس لئے گائے اور بکری کا تازہ دوہا ہُوا دُودھ فوراً پینا بہتر ہے۔ یا ایک دو جوش دیکر تازہ تازہ نیم گرم استعمال کرنا مناسب ہے۔ باسی دُودھ یا بار بار گرم کیا ہُوا دُودھ تمام اجزاء سے خالی اور غیر مفید ہوتا ہے ؀

گوشت مچھلی اور انڈے جن میں غذائیت بخش اور مفید صحت چیزیں ہیں پکانے سے اپنے اصلی جوہر کھو دیتی ہیں۔ یہ تینوں چیزیں دیگر مقوّی اجزا کے علاوہ وٹامن "اے" اور "ڈی" کا مخزن قرار دی گئی ہیں۔ اور انہیں بہت زیادہ بھُوننے اور عرصہ تک پکانے سے یہ تمام اجزاء ضائع ہو جاتے ہیں۔ بھاپ میں اُبالی ہوئی مچھلی اور گوشت میں تمام صحت بخش اجزا جوں کے توں قائم رہتے ہیں۔ لیکن عموماً اُبلی ہوئی مچھلی اور گوشت پسند نہیں کیا جاتا۔ اس لئے انہیں احتیاطوں کے ساتھ تلنا اور پکانا مناسب ہے بعض لوگ انڈے کو بھی اس قدر تلتے ہیں۔ کہ چمڑا ہو جاتا ہے۔ اس میں کسی قسم کی غذائیت اور وٹامن زندہ نہیں رہنے پاتے۔ اس طرح پکاکر انڈا کھانے سے کچھ فائدہ نہیں۔ انڈے کو صرف اس قدر پکایا جائے کہ زردی سخت نہ ہو۔ بلکہ انڈا نیم برشت (ہاف بائل) ہی زیادہ مفید ہے۔ یا دوسری طرح صرف اس قدر پکائیے کہ ذائقہ بدل جائے۔ انڈے کو بہت زیادہ سخت اُبالنا یا سخت تلنا نقصان دہ ہے۔ اس طرح پکایا ہُوا انڈا دیر ہضم اور ثقیل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے تمام قوّت بخش اجزا ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے انڈے کا بھاپ میں پکایا ہُوا پڈنگ۔ گھی میں پکا ہُوا نیم برشت ہلکا تلا ہُوا آملیٹ اور کیک وغیرہ قسم کی چیزیں

زیادہ فائدہ مند ہیں ؛

بعض لوگ انڈوں کا سالن پکاتے وقت اُبلے ہوئے انڈوں کو خوب تل لیتے ہیں - مگر وہ نہیں جانتے - کہ ایسا کرنا مناسب نہیں - اس طرح ان کے کیمیائی اجزا جل جاتے ہیں - انڈوں کو تلنے کی بجائے اُبلے ہوئے انڈوں کو لیموں کے عرق اور نمک میں یا دہی میں تقریباً پندرہ منٹ بھگو دیں مابعد تیار شدہ سالن میں ڈال کر دس پندرہ منٹ دم پر پکا لیجئے - اس طرح پکائے ہوئے انڈوں کی غذائیت ضائع نہیں ہوتی - اسی طرح چاول پکانے میں بھی لوگ شاذ ہی احتیاط سے کام لیتے ہیں - اول تو مشین کی کرمفرمائیوں سے آج کل عام طور پر چاولوں کا وہ لطیف پرت جس میں وٹامن "بی" بکثرت ہوتا ہے - ضائع ہو جاتا ہے - اور اس پر دوسرا غیر قدرتی پالش چڑھا دیا جاتا ہے - جو نقصان دہ ہے - ایسے چاولوں کا استعمال گویا مرض بیری بیری کو دعوت دینا ہے - کیونکہ ہندوستان کے بعض صوبوں میں چاول مخصوص غذا ہے - اس لئے اس قسم کے ناقص چاول بسا اوقات بہت سی تکالیف کا باعث بن جاتے ہیں - اگر ان کے پکانے میں بھی احتیاط سے کام نہ لیا جائے تو مزید نقصان کا اندیشہ ہے ؛ ہندوستان میں سادہ پکے ہوئے چاول (خشکہ) کھانے کا عام رواج ہے - مگر ان کے پکانے میں اس بات کی احتیاط رکھنی چاہیئے - کہ بہت زیادہ پانی میں پکا کر اس کی پیچ نہ نکالی جائے - کیونکہ اس سے چاولوں کی رہی سہی غذائیت بھی نکل جاتی ہے - بلکہ صرف اس قدر پانی اندازے سے ڈالا جائے - کہ چاول پکنے کے بعد پانی ان میں ہی جذب ہو جائے - نکال کر پھینکا نہ جائے - صُوبہ بنگال - مدراس - آسام وغیرہ میں عام طور پر اُبلے ہوئے چاول کھائے جاتے ہیں لیکن چاولوں کے اس نقص کا انسداد مچھلی کے کثرت استعمال سے ہو جاتا ہے ؛

دیگر صوبوں میں بھی جہاں چاولوں کا استعمال زیادہ ہے - ہمیں چاہیئے - کہ چاول کے پکانے میں خاص احتیاط رکھیں - پیچ ہرگز نہ نکالیں - گو ڈاکٹروں کے نزدیک پیچ میں وٹامن نہیں ہوتا - تاہم غذائیت ضرور ہوتی ہے - اطباء پیچ کو بہت سی خوبیوں کا حامل بتاتے ہیں - ان کے نقطۂ خیال سے چاولوں کا پیچ زود ہضم مشتہی - دافع صفرا اور قبض کشا ہے - اور چاول سے اسے نکال پھینکنے میں اتنی خوبیاں ضائع ہو جاتی ہیں - لہٰذا اسے چاولوں میں جذب کر دینا چاہیئے - نیز گھی ڈال کر (دبگھار دے) پکانا مناسب ہے - کیونکہ غذائیت پائمال ہونے کی بجائے اس

میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے کھچڑی پلاؤ اور بریانی کا استعمال تقویت بخش ہے۔ کیونکہ چاول میں جن اجزاء کی کمی ہے۔ وہ دال گھی گوشت وغیرہ سے پوری ہو جاتی ہے +

یہاں پر صحت بخش غذا کی تیاری کے چند اصُولوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ اگر انہیں پر توجہ دی گئی۔ تو یقین ہے غذا کے بہت سے مفید اجزاء ضائع ہونے سے بچ رہیں گے، علاوہ ان احتیاطوں کے سبزیوں ترکاریوں کے چھیلنے کاٹنے اور تیار کرنے میں بھی تھوڑی توجہ درکار ہے۔ عموماً سبزیوں (ساگ) کی صرف پتیاں ہی استعمال کی جاتی ہیں مگر اُن کی ڈنڈیاں بھی مفید ہیں۔ اس لئے یہ بھی استعمال کرنی چاہئیں۔ مثلاً چولائی پالک کی ڈنڈیاں بہت سے کیمیائی فوائد کی حامل ہیں۔ دیگر ترکاریوں کا چھلکا بہت گہرا نہیں اُتارنا چاہیئے۔ خصوصاً آلو کا۔ کیونکہ اس میں وٹامن پائے جاتے ہیں +

انوار جو آسماں نے برسائے ہیں۔
ہر اک کو بقدر ذوق پہنچائے ہیں +
کیا شوق طلب ہے دیکھ پتیوں کی طرف۔
ہر شاخ سے سو ہاتھ نکل آئے ہیں +

خواجہ دل محمد

بے ماں کی بیٹی

(از محترمہ ا۔ج صاحبہ)

(سلسلے کے لئے دیکھئے صفحہ ۷۲۶)

بے ماں کی لڑکیاں بہت خوددار اور غیور ہوتی ہیں۔ تارا نے ساڑی نہیں لی۔ کچھ دیر تک زمین کی طرف کھڑی دیکھتی رہی۔ پھر مایوس ہو کر اپنی پھوپی کی پشت پر جا گری۔ تارا کو اس طرح گرتے دیکھ کر کشوری ضبط نہ کر سکی۔ اور بولی "کیوں تارا روتی کیوں ہے"؟

"کیا تیرے لئے کپڑے نہیں لائے ہیں"؟

کشوری بہت تیزی سے آگے بڑھی۔ اور کہنے لگی "تم نے تو لاڈ پیار میں اس لڑکی کو ایسا خراب کر دیا ہے۔ کہ اس کا مزاج ہی نہیں درست رہا۔ تمہارے بھائی جان اس کے لئے ایک ساڑی لائے۔ لیکن اس نے اسے ناپسند کیا۔ موہن کی طرح کپڑوں کی یہ بھی فرمائش کرتی ہے۔ چڑیل کی سی اپنی صورت تو دیکھتی نہیں۔ اور میموں کی پوشاک مانگتی ہے۔ سب باتوں میں موہن کا مقابلہ کرتی ہے۔ اس طرح لڑکیوں کو سر چڑھانا درست نہیں"۔

شیاما کی آنکھیں قطرات اشک سے لبریز ہو گئیں۔ خدا نے اسے اولاد کی نعمت سے محروم کر دیا تھا۔ لیکن بے ماں کی لڑکی

کے دکھ درد کا اسے پوری طرح احساس تھا۔

تارا کو گود میں اُٹھاتے ہوئے شیاما نے کہا۔ "نئی دلہن! تارا سے کبھی شیریں کلامی سے گفتگو کرتے ہوئے کسی نے تم کو نہیں سُنا۔ دن بھر اس سے ترش روئی اور سختی سے پیش آتی ہو۔ یہ تمہاری کیسی بُری عادت ہے۔ یہ پانی میں بہہ کر نہیں آئی ہے۔ کیا بھائی جان اس کے لئے ایک عمدہ ساڑی نہیں لاسکتے۔ اگر یہ بدنصیب نہ ہوتی۔ تو کیوں اس کی ماں ہی مرجاتی؟"

کشوری بھلا ان باتوں کو کب برداشت کرسکتی تھی۔ اسے گمان تک بھی نہ تھا۔ کہ ایسے توہین آمیز کلمات سننے میں آئیں گے۔ کشوری نے کرخت آواز میں کہا۔ "میں بہت دیکھ چکی ہوں۔ لیکن تمہاری طرح بے انصاف پھوپی نہیں دیکھی۔ کیا موہن تمہارا بھتیجا نہیں ہے۔ اس کی حمایت میں تو کبھی ایک لفظ نہ کہتے سنا۔ اس نگوڑی لڑکی سے بڑی محبت ہے! اگر واقعی اس سے اتنی ہی محبت ہے۔ تو اس کے لئے اپنے داموں سے کیوں نہیں عمدہ کپڑے خرید دیتیں۔ تم ہر چیز پر قابض ہوجاتی ہو۔ موہن کا ہار بھی غصب کرلیا۔ مجھے سب یاد ہے۔ ہمارا ہی کھاتی ہو ہمیں کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتی ہو"۔

شیاما اپنے میکے میں بہت دن سے سارے گھر کی مالک بنی ہوئی تھی۔ گھر کے سب لوگ اس کا لحاظ کرتے تھے۔ اب کمینہ خصلت لونڈیوں کے سامنے وہ ذلیل کی جارہی تھی۔ اس لئے سوائے رونے کے اس کے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکلا۔ تارا اپنے دامن سے اس کے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے کہنے لگی۔ "پھوپی جان روئیے نہیں۔ میں کپڑے نہ لوں گی"۔

(۵)

اس دن کشوری گوبند بابو کے سامنے اس طرح زار وقطار روئی۔ کہ سارے گھر میں کہرام مچا دیا۔ شوہر سے کہنے لگی۔ "مجھے میکے بھیجیے۔ مجھ ناچیز کی اس گھر میں کوئی وقعت نہیں۔ میں روزانہ اس ذلت کو نہیں برداشت کرسکتی۔ بھیا کے گھر میرا اور موہن کا گزر کسی طرح ہو جائے گا"۔

دن بھر کی محنت مشقت کی وجہ سے گوبند بہت تھکا ہوا تھا۔ اسے اب آرام کی ضرورت تھی۔ ایسے وقت میں اس قسم کی باتیں سُن کر اس کی طبیعت منغض ہوگئی۔ حقے کو منہ سے ہٹاتے ہوئے بولا۔ "تمہارے بھائی کی حالت مجھے خوب معلوم ہے۔ بس بیکار باتیں نہ کرو۔ کہو کیا ماجرا ہے۔ کہ تم آج اتنی برہم ہو رہی ہو؟ کیا یہاں تمہارے کھانے پینے میں کوئی کمی ہوتی ہے"۔

کشوری منہ بنا کر بولی۔ "ایسے کھانے پینے

کہ میں دور ہی سے سلام کرتی ہوں۔ جس میں روزانہ دس بار تمہاری بہن کی جوتیاں کھانے کی طاقت ہوگی۔ وہی تمہارے گھر میں رہ سکتی ہے۔ کیا میں کسی کی لونڈی باندی ہوں۔ جو ایسی ذلت برداشت کروں"۔

"صاف صاف بتاؤ۔ کہ اصل بات کیا ہے۔ تمہاری یہ طویل داستان میری سمجھ میں نہیں آتی"۔ گوبند بابو نے مُنہ سے دھواں اُڑاتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

کشوری نے خوب مبالغے کے ساتھ بہت سی جھوٹ سچ باتیں گوبند بابو سے کہیں۔ سب باتیں بغور سن کر گوبند بابو بستر سے اُٹھے۔ اور زور سے کھڑاؤں کھٹ کھٹ کرتے ہوئے شیاما کے کمرے کے دروازے پر پہنچے۔ شیاما اس وقت تارا کو قصے سنا رہی تھی۔ گوبند بابو دروازے پر سے بولے: "تم دونوں اب مجھے پاگل بنا دو گی۔ روزانہ کے جھگڑوں کی داستان سنتے سنتے میں عاجز ہوگیا ہوں۔ اس طرح پریشان کرنے سے میں واقعی گھر چھوڑ کر کہیں چل دوں گا"۔

شیاما نے اپنے بھائی کے مُنہ سے کبھی اس قسم کی اکھڑی اکھڑی باتیں نہیں سنی تھیں۔ اور نہ ان کو کبھی اس قدر برانگیختہ دیکھا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اس سے اس کے دل پر ایسا صدمہ ہوا۔ کہ وہ کچھ دیر تک بالکل خاموش رہی۔ بھائی نے بے رخی سے جواب دیا۔ "نہ تمہارا کچھ قصور ہے۔ اور نہ اس کا۔ سب خطا میری ہے"۔ گوبند بابو کچھ اور بھی کہنا چاہتے تھے۔ لیکن پھر ان کو خیال آیا۔ کہ آج میں حد سے متجاوز ہو رہا ہوں۔ اس لئے خاموش ہو رہے۔ اور آ کر پھر بستر پر لیٹ گئے۔

اس واقعہ کے دو دن بعد یہ معلوم ہوا۔ کہ شیاما بنارس جا رہی ہے۔ اس کی خالہ وہاں رہتی تھی۔ گوبند بابو یہ خبر سُن کر ضرور رنجیدہ ہوئے۔ کیونکہ ایک بیوہ بہن سے بڑھ کر بھلا کون سی لونڈی خدمت گزاری کر سکتی ہے۔ پہلے گوبند بابو نے اس کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن جب دیکھا۔ کہ روانگی کا مصمم ارادہ کر چکی ہے۔ تو کہا "اچھا ابھی جلدی کیا ہے۔ دو چار دن کے بعد جانا"۔

اس پر کشوری بولی: "اتنی خوشامد کی ضرورت کیا ہے۔ جاتی ہے۔ تو جانے دو۔ کیا بغیر ان کے ہمارا کام ہی نہ چلے گا"۔ ان باتوں کو کشوری نے اتنے زور سے کہا کہ شیاما نے بخوبی سُن لیا۔

اس دنیا میں اب اگر شیاما کو کسی سے تعلق تھا۔ تو وہ تارا تھی۔ پھوپی کے بنارس جانے کی خبر سن کر ضد کرنے لگی: "میں بھی تمہارے ساتھ بنارس جاؤں گی۔ تارا پھوپی کی آئندہ مصیبت سے بہت رنجیدہ ہوئی۔ اس نے کھانا پینا بھی چھوڑ دیا۔ دن رات شیاما سے بنارس چلنے کی باتیں کیا کرتی تھی۔ بالآخر شیاما کی روانگی کا وقت آگیا۔ ۵-۶ میل بیل گاڑی سے راستہ طے کرنے کے بعد ریل

پر سفر کرنا تھا۔ گھر کا قدیم ملازم رام چرن آبدیدہ ہوگیا۔ اور اپنے رخساروں سے قطرات اشک پونچھتے ہوئے اسباب بیل گاڑی پر رکھنے لگا ٭ جس ہار کی وجہ سے تمام فساد برپا ہوا تھا۔ اسے شیاما نے جاتے وقت گوبند یا اپنے تارا کے سپرد کردیا۔ تارا پھوپی کی گود میں بیٹھ کر بولی۔ "چلو" شیاما اسے گود سے اتارنے لگی۔ لیکن وہ نہ اتری آخر کار، رام چرن اسے زبردستی گود میں سے کھینچ کر پائیں باغ میں بہلانے کے لئے لے گیا۔ تارا وہاں بھی چپ نہ ہوئی۔ اور زار و قطار رونے لگی۔ اس نے رام چرن سے کہا "مجھے پھوپی کے پاس لے چلو۔ میں تم سے دست بستہ عرض کرتی ہوں"۔ اب تارا کے ساتھ رام چرن بھی رونے لگا ٭

شیاما تارا کو چھوڑ کر روانہ ہوگئی۔ لیکن اب اس کے دل میں یہ سوال بار بار پیدا ہوتا تھا۔ "تارا کیا میں تجھے چھوڑ کر کہیں رہ سکتی ہوں"۔ اس کے کانوں میں یہ صدا برابر آتی تھی۔ "پھوپی جان تم مت جاؤ۔ میں کس کے پاس رہوں گی۔ پھوپی جان مجھے اپنے ساتھ لیتی چلو۔" ہائے آج تارا بے ماں کی بیٹی ہوگئی ٭

(ملخص و ترجمہ)

٭ ٭ ٭ ٭

جدید مطبوعات

جدید جغرافیہ پنجاب

"مردم دیدہ" کے مصنف سند باد جہازی پنجاب کے مشہور مزاح نگار ہیں۔ آپ کی نئی تصنیف جدید جغرافیہ پنجاب اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ اس کتاب میں سند باد نے پنجاب کے بڑے بڑے لیڈروں۔ وزیروں اور ارباب حکومت کے گفتار و کردار پر نہایت لطیف پیرائے اور انوکھے اور شوخ اسلوب میں مزاحیہ چوٹیں کی ہیں۔ اور اپنے نوک قلم سے ان حضرات کے کردار کے ایسے ایسے لفظی کارٹون بنائے ہیں کہ بے اختیار ہنسی آجاتی ہے۔ غرضکہ جدید جغرافیہ پنجاب میں سیاست۔ مزاح اور جغرافیہ کو نہایت سلیقے سے سمو دیا گیا ہے۔ امید ہے۔ کہ تہذیبی بہنیں اس کتاب کو پڑھ کر خوش ہوں گی ٭

"جدید جغرافیہ پنجاب" کا مقدمہ ڈاکٹر محمد دین تاثیر پرنسپل ایم۔ او۔ اے کالج امرتسر نے لکھا ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت اچھا ہے۔ حجم ۱۴۳ صفحات کے قریب ہے۔ قیمت عہ/ ٭

ملنے کا پتہ:۔ اردو اکیڈیمی لوہاری دروازہ۔ لاہور

٭

ہوم ڈاکٹر یا گھر کا حکیم

حکیم مظفر حسین صاحب اعوان اڈیٹر رسالہ "حافظ صحت" نے ہوم ڈاکٹر یا گھر کا حکیم کے عنوان

سے ایک نہایت کارآمد اور مفید کتاب لکھی ہے۔ جس میں بقول شفاء الملک حکیم محمد حسن صاحب قرشی مصنف نے کوشش کی ہے۔ کہ سر سے لے کر پاؤں تک جملہ معروف امراض کے متعلق ضروری توضیحات و معالجات جمع کر دیئے جائیں۔ تاکہ ضرورت کے وقت ہر شخص (خصوصاً عورتیں) ان سے استمداد کر سکے۔

اس کتاب میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں طب یونانی کے ساتھ ساتھ مجرب ایلوپیتھک نسخے تحریر کئے گئے ہیں۔ تاکہ ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق استفادہ کر سکے۔

ہر مرض کا حال حروف ابجد کے لحاظ سے درج کیا گیا ہے۔ اور ہر مرض کے ساتھ اس کے اسباب۔ علامات۔ علاج اور تشخیص اور پرہیز بھی بتایا گیا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ کتاب بے حد مفید ہے۔ جو خواتین علاج کے ساتھ پرہیزی غذائیں معلوم کرنے کی متمنی ہوں۔ ان کے لئے یہ کتاب بے حد فائدہ مند ثابت ہوگی۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ قیمت مجلد عہ

بغیر جلد عم

ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ لطف زندگی۔ اندرون موچی دروازہ۔ لاہور

چار فن

"چار فن" کے نام سے مسٹر علم الدین نے ڈرائی کلیننگ۔ بلیچنگ۔ لانڈری۔ اور فنشنگ پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں ہر قسم کے اونی اور ریشمی کپڑوں مثلاً کوٹ۔ پتلون۔ ساڑھیاں اور جمپر وغیرہ دھونے کی اور ان پر سے داغ دھبے دور کرنے کے نسخے درج کئے گئے ہیں۔

دھوبی اور لانڈری والے بعض اوقات قیمتی اور نازک کپڑوں کو دھلائی میں خراب کر دیتے ہیں۔ اس کتاب کی مدد سے گھر ہی میں ہر قسم کا قیمتی لباس دھویا جا سکتا ہے۔ ہم تہذیبی بہنوں سے سفارش کرتے ہیں۔ کہ وہ یہ کتاب ضرور منگائیں۔ قیمت ۱۲؍

ملنے کا پتہ۔ ایم۔ ڈی نتھو۔ بیڈن روڈ۔ لاہور

شیرازہ

یہ ہفت روزہ اخبار جناب چراغ حسن حسرت (سندباد جہازی) کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ اور ملک بھر میں اپنی نوعیت کا واحد پرچہ ہے۔ اس میں زیادہ تر مزاحیہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اور ملک کے بہت اچھے اچھے لکھنے والے اس کی ترتیب میں حصہ لیتے ہیں۔ شیرازہ کے متعلق لوگوں کو مدت سے یہ شکایت چلی آتی تھی۔ کہ یہ وقت پر شائع نہیں ہوتا لیکن اب اس کی باگ ڈور اردو اکیڈیمی لاہور نے سنبھال لی ہے۔ اور پرچہ باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ قیمت فی پرچہ ار سالانہ چندہ ۵ر

دو ننھی کتابیں

ہمارے ملک کے مقتدر ادیب جناب اشرف صبوحی نے بچوں کے لئے کہانیوں کی دو ننھی ننھی کتابیں لکھی ہیں۔ ایک کتاب کا نام ہے شہزادہ نے نواز" اور دوسری کا "صبر بادشاہ زادہ" دونوں کتابوں میں دو دو کہانیاں ہیں کہانیوں کی زبان نہایت سادہ بامحاورہ اور دلکش ہے۔ اور ہر کہانی ایسی ہے۔ جسے بچے بہت شوق اور دلچسپی کے ساتھ پڑھ سکیں۔ ٹائیٹل رنگین ہے۔ اور لکھائی چھپائی۔ کاغذ بہت اچھا ہے۔ قیمت فی کتاب دو آنے۔ ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ علم و ادب دہلی

آہ بیگم عظیم ہاشمی

تہذیبی حلقوں میں خان بہادر جناب محمد عظیم صاحب کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی خبر نہایت رنج و ملال کے ساتھ سنی جائے گی +

اناللہ وانا الیہ راجعون ؛

مرحومہ ایک نہایت خدا ترس مخیر۔ پابند صوم وصلوٰۃ اور حد درجہ مخلص خاتون تھیں آپ کی علم دوستی کا یہ عالم تھا۔ کہ اس عمر میں بھی وہ عورتوں کے اصلاحی کاموں اور لڑکیوں کی تعلیم سے نہ صرف دلچسپی لیتی تھیں۔ بلکہ ہر قسم کی امداد سے بھی دریغ نہیں فرماتی تھیں۔ اور اپنی ان گوناگوں صفات کی وجہ سے اس قدر ہر دلعزیز تھیں۔ کہ آج ہر طبقے کا ہر فرد آپ کی دائمی جدائی کے صدمے کو دل سے محسوس کر رہا ہے ؛

مرحومہ ایک عرصے سے علیل تھیں۔ اور نہایت توجہ کے ساتھ آپ کا علاج ہو رہا تھا۔ لیکن "تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ"! خالق مطلق کی مرضی یہی تھی۔ کہ آپ جنت الفردوس کو سدھاریں۔ علاج سے کوئی افاقہ نہ ہوا! اور آپ ۶ جولائی کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے رہگرائے عالم باقی ہوئیں +

اس ضعیفی میں جناب محمد عظیم صاحب سے ایسی غمگسار شریک حیات کی دائمی جدائی ایک دردناک حادثہ ہے۔ ہمیں اس صدمہ عظیم میں جناب محمد عظیم صاحب اور ان کے فرزندوں بشیر ہاشمی انسپکٹر ورنیکلر ایجوکیشن (لاہور) مسٹر نذیر ہاشمی (سروے آف انڈیا دہرہ دون) جناب ضمیر ہاشمی ریونیو منسٹر رامپور۔ اور ڈاکٹر صغیر ہاشمی صاحب (دہلی) اور دیگر اعزہ و اقربا سے دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم دست بدعا ہیں۔ کہ خدا مرحومہ کو اپنے سایہ عاطفت میں جگہ دے اور پسماندگان کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؛

اڈیٹر

محفل تہذیب

محترمہ انور سلطان صاحبہ لاہور کی سہیلی مسز احمد حسین بی اے ایل ایل بی کے بچے کے لئے میں اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر اپنی ناچیز رائے پیش کر رہی ہوں۔ میری بچی کے پاؤں بھی پیدائشی ٹیڑھے تھے۔ مشہور ڈاکٹروں سے مشورہ لیا۔ اور علاج کیئے۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر ش خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کا ایجاد کردہ فاسفورس کا تیل منگوایا۔ اور اس کی چھ ماہ تک مسلسل روزانہ مالش کرتی رہی۔ بفضل خدا اس سے میری بچی کے پاؤں بالکل سیدھے ہو گئے۔

امینہ محمدی

---

۱۳ جولائی کے تہذیب میں بہن آصف جہاں کا مضمون "بچوں اور بیماروں کی غذا" پڑھ کر مجھے سخت تعجب ہوا۔ نہ معلوم بچوں اور بیماروں سے ان کی کیا مراد ہے۔ آخر کس عمر کے بچے اور کس قسم کے مریضوں کے لئے انہوں نے یہ غذا تجویز کی ہے۔ کیونکہ بچے بھی ہر عمر کے ہوتے ہیں۔ اور بیمار بھی ہر قسم کے۔ اور پانی کے متعلق جو انہوں نے لکھا ہے۔ تو شاید ان کے ہاں گرم پانی پلانے کا دستور ہو گا۔ یہاں تو ہر قسم کی بیماری میں ڈاکٹر ٹھنڈا پانی پلانے کو کہتے ہیں۔ اور بچوں کو ہمیشہ ٹھنڈا پانی دیا جاتا ہے۔ جب ڈاکٹر ہر مرض میں نہ ایک طرح کی غذا بتاتے ہیں۔ اور نہ ایک طرح کی دوا۔ تو ہم لوگوں کو کیا حق ہے۔ کہ سب کو ایک ہی لکڑی سے ہانکیں۔

خ - ن

---

۱۳ جولائی کے تہذیب میں صفحہ ۶۹۴ پر محترمہ آصف جہاں بیگم صاحبہ بلگرامی کے مضمون کے ذیلی عنوان "ابلا ہوا انڈا" میں غلطی سے کالی مرچ ایک چٹکی کی بجائے کالی مرچ ایک پیالی لکھا گیا ہے۔ ہم اس فروگزاشت پر معذرت خواہ ہیں۔ ناظرات و ناظرین تصحیح فرمالیں۔

اڈیٹر

ن۔م صاحب کی خدمت عرض ہے۔ کہ آپ مرد ہو کے چھپکلیوں سے اتنا ڈرتے ہیں۔ کہ ان کی وجہ سے گھر چھوڑ کر بھاگنے کو تیار ہیں۔ بانس لے کر سارے مکان میں مارتے پھرئیے۔ کچھ مر جائیں گی۔ کچھ ڈر کے بھاگ جائیں گی۔ اس کے بعد اپنے مکان کی اچھی طرح سے صفائی کرا دیجئے۔ تاکہ ان کے انڈے بچے بھی ضائع ہو جائیں۔ پھر آرام سے رہیئے۔

مسز الطاف حسین۔ مظفر نگر

خبریں

انقرہ - ۲۲ جولائی - ترکی کے تمام جرائد کی نگاہیں ہر ہٹلر کی صلح کی پیش کش پر لگی ہوئی ہیں ترکی اخبارات نے متفقہ طور پر یہ واضح کر دیا ہے کہ یہ صلح کی پیش کش ناقابل قبول ہے ۔ ہر اخبار برطانیہ کی اس تجویز کی حمایت کر رہا ہے ۔ کہ برطانیہ جرمنی کے خلاف اس وقت تک جنگ جاری رکھے ۔ جب تک مکمل فتح حاصل نہ ہو جائے ۔

انقرہ - ۱۸ جولائی - ترکی کو عراق سے ملانے والی ریلوے کا دو سو میل لمبا راستہ بن کر تیار ہو گیا ہے - یہ ریلوے چار سال ۳۰ لاکھ پونڈ کی لاگت سے تیار ہوئی ۔

انقرہ - ۲۳ جولائی - وزیر کامرس نے اعلان کیا ہے - کہ ترکی اور جرمنی کے نئے تجارتی معاہدے پر اسی ہفتے دستخط ہو جائیں گے - جب کہ جرمن سفیر مقیم انقرہ واپس آجائیں گے ۔

انقرہ - ۱۷ جولائی - برطانیہ کے خلاف جرمنی نے اب تک جس قدر اقدامات کئے - اور حربے اختیار کئے - وہ سب ناکام ثابت ہوتے ہیں "- ان الفاظ میں ترکی کے مشہور فوجی مبصر اور اخبار نویس عابدین داور نے جنگ کے دس ماہ کے واقعات پر تبصرہ کیا ہے ۔

موصوف نے اپنے تبصرے میں کہا ہے - کہ سب سے پہلے جرمنوں نے آبدوزیں استعمال کیں - شروع شروع میں برطانیہ کے تجارتی جہازوں کو نقصان پہنچا - مگر بعد میں آبدوزوں پر قابو پا لیا گیا - برطانیہ کو جو نقصان ہوا - وہ ہالینڈ - بلجیم - ناروے - ڈنمارک اور اب فرانس پر جرمنی کے قبضے کے بعد اس طرح پورا ہو گیا - کہ ان ملکوں کے جہاز برطانیہ کو مل گئے ہیں ۔ پھر جرمنی نے مقناطیسی سرنگیں استعمال کیں - مگر ان کا طلسم بھی چند روز کے بعد ٹوٹ گیا - برطانیہ نے ان کا توڑ بھی دریافت کر لیا - اور یہ سرنگیں بے کار ہو گئیں ۔

انقرہ - ۲۴ جولائی - بوڈاپسٹ اور بخارسٹ سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں - کہ جنوب مشرقی یورپ میں جرمنی - اٹلی اور روس کے درمیان تصادم کے امکانات بڑھ رہے ہیں - بیان کیا جاتا ہے - کہ روس بحیرہ اسود میں رومانیہ کی بندرگاہوں کو اپنی تحویل میں لینا چاہتا ہے - تاکہ جرمن ان پر قبضہ نہ کر سکیں ۔

انقرہ - ۱۹ جولائی - ترکی اور روس کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لئے جرمنی جس قسم کی شرانگیز کوشش کر رہا ہے - اس کی مثال اناطولیہ کی خبررساں ایجنسی کے ایک تازہ بیان سے ملتی ہے - اس بیان میں بتایا گیا ہے - کہ جرمنی نے انقرہ میں مقیم فرانسیسی

سفیر کے ایک تار کے مضمون کو توڑ مروڑ کر اور ہی رنگ میں پیش کیا۔ اصل تار یہ تھا۔ کہ ترکی کی اب یہ حالت ہے۔ کہ اگر روس نے اس پر حملہ کیا۔ تو وہ پوری طرح مقابلہ کرے گا۔ لیکن جرمنی نے اس مضمون کو یوں پیش کیا۔ کہ ترکی اب روس پر حملہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ اس فتنہ انگیزی پر ترکی میں سخت نفرت و حقارت کے جذبات پیدا ہو گئے۔ بالآخر ۱۴ جولائی کو جرمنی نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ جرمن خبر رساں ایجنسی سے تار کے ترجمے میں غلطی ہو گئی تھی ؛

قاہرہ۔ ۲۲ جولائی۔ وزارت فضائی کی طرف سے ایک اعلان جاری کیا گیا ہے۔ جس میں مرقوم ہے۔ کہ آج چند اطالوی طیاروں نے برطانوی علاقے پر پرواز کی۔ اور بمباری کرنے کی کوشش کی۔ ۱۰ اطالوی طیاروں کا مقابلہ کرنے کے لئے رائل ایر فورس کے طیارے میدان میں نکل آئے۔ خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ایک اطالوی طیارہ برطانوی توپوں کی گولہ باری سے سمندر میں گر گیا۔ ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوا ؛

قاہرہ۔ ۲۲ جولائی۔ انقرہ سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ روس نے ترکی حکومت کو یقین دلا دیا ہے۔ کہ استنبول۔ باسفورس اور دردانیال کے بارے میں وہ ترکی سے کوئی مطالبہ کرنا نہیں چاہتا۔ اور اس سلسلے میں جو افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے

کہ انقرہ میں مقیم جرمن سفیر فان پاپن ترکی حکومت کو روس کے خلاف بدظن کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ روس کے اس بیان نے پاپن کی فتنہ انگیزیوں کو ختم کر دیا ہے۔ ترکی کے وزیر خارجہ بے سراج اوغلو نے روس کے خلاف فان پاپن کی کوئی بات سننے سے انکار کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جرمنوں نے بے سراج اوغلو کے خلاف پروپگنڈا شروع کر دیا ہے ؛

برلن۔ ۱۹ جولائی۔ آج شام برلن میں ہر ہٹلر نے ریشتاغ کا ایک خاص اجلاس طلب کیا۔ اور ایک تقریر کی۔ یہ تقریر جرمنی کے تمام اسٹیشنوں سے براڈکاسٹ کی گئی۔ اور حسب معمول ڈاکٹر گوبلز کے حکم کے مطابق تمام جرمنوں نے سنی۔ اس موقع پر امریکہ نے اپنے اکتیس ریڈیو اسٹیشنوں کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ وہ ہٹلر کی تقریر نشر نہ کریں ؛

برلن۔ ۱۹ جولائی۔ ہٹلر نے ریشتاغ سے خطاب کرتے ہوئے معاہدۂ ورسائی پر سخت تنقید کی۔ اور برطانیہ اور فرانس پر اس معاہدے سے چمٹے رہنے کا الزام عائد کیا۔ اس نے دھمکی دی۔ کہ اگر برطانیہ نے دانائی اور عقل سلیم سے کام نہ لیا۔ تو وہ برطانیہ اور مملکت برطانیہ کو تباہ کر دے گا۔ میں نے ہر مرتبہ برطانیہ سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ لیکن اس نے اسے پرے جھٹک دیا ؛

واشنگٹن۔ ۱۸ جولائی۔ امریکہ کے وزیر انصاف نے ایک اعلان کیا ہے۔ کہ جو کوئی امریکن برطانیہ

ہوائی اور بحری فوج میں شامل ہونا چاہے۔ اُسے کھلی اجازت ہے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ وہ امریکن برطانیہ کا حلف وفاداری نہیں اٹھا سکتا۔ اس شرط کا غالباً یہ مقصد ہے۔ کہ امریکہ چاہتا ہے۔ کہ اس کے باشندے امریکن ہی رہیں۔

لندن - ۲۲ جولائی - ایک اعلان کیا گیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ دفاعی انتظامات کے سلسلے میں رود بار انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کے ساحل کے ساتھ ساتھ متعدد مقامات پر سرنگیں بچھا دی گئی ہیں۔ اور آئندہ ان جگہوں تک پہنچنے کے لئے جہازوں کو آئرلینڈ کے راستے سے آنا پڑے گا۔

لندن - ۲۴ جولائی صنعتی سرگرمیوں کے متعلق رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس وقت ۵۰ لاکھ عورتیں مختلف صنعتی اور اسلحہ ساز کارخانوں میں کام کر رہی ہیں۔ مزدوروں نے اس سال سالانہ تعطیلات لینے سے بھی انکار کر دیا ہے۔ تاکہ کام میں خلل نہ پڑے۔

لندن - ۱۸ جولائی - آج عصر کے وقت دارالعوام میں مسٹر چرچل نے ایک بیان دیا جس میں چین کو اسلحہ بھیجنے کے سلسلے میں جاپان اور برطانیہ کے تازہ سمجھوتے کے علاوہ انگلستان سے بچے باہر بھیجنے اور فضائی حملوں کا ذکر بھی کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہانگ کانگ اور برما کی راہ سے چین کو اسلحہ بھیجنے کے متعلق جاپان کی درخواست پر برطانیہ اور جاپان میں ایک سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

شکاگو - ۱۸ جولائی - مسٹر روزویلٹ کو پہلی رائے شماری میں بھاری اکثریت سے نامزد کر دیا گیا جب رائے شماری ختم ہو گئی۔ تو مسٹر فارے نے تحریک پیش کی۔ کہ قواعد کو تعطل میں ڈال دیا جائے۔ اور روزویلٹ کو بالاتفاق رائے نامزد کیا جائے۔ مسٹر فارے کی تجویز منظور ہو گئی۔ اور یہ رکارڈ کیا گیا۔ کہ مسٹر روزویلٹ کی نامزدگی بالاتفاق رائے عمل میں آئی ہے۔ آج جب صدارت کے امیدواروں کی نامزدگی کے لئے جلسہ منعقد ہوا۔ تو صدر روزویلٹ کا نام تیسری مرتبہ نامزد ہو گیا۔

نئی دہلی - ۲۲ جولائی - مولانا ابوالکلام آزاد کانگرس پریزیڈنٹ نے واردھا جاتے ہوئے اخبار نویسوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ "میں نے مسٹر جناح کو جو تار ارسال کیا تھا۔ اس سے میرا مقصد مسٹر جناح سے ایک بیان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھا۔ جو آپ نے ایک دفعہ شائع کیا تھا۔ دوسرے یہ کہ میں نے یہ تار پرائیویٹ حیثیت میں بھیجا تھا۔ کانگرس کے صدر ہونے کی حیثیت سے نہیں"۔

شملہ - ۲۴ جولائی - آج ایک آرڈیننس جاری کیا گیا ہے۔ جس کی رو سے حکومت ہند ایک روپے کی مالیت کے کرنسی نوٹ جاری کرے گی۔

کراچی - ۱۷ جولائی کو تین دن کی بحث و تمحیص کے بعد آخر سندھ پراونشل مسلم لیگ کی کونسل

نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ میر وزارت کی مشروط تائید کی جائے۔ کونسل کے اجلاس میں جی ایم سید۔ خان بہادر کھورو اور شیخ عبدالمجید بھی شامل تھے، یہ اجلاس سر عبداللہ ہارون کے خط کے جواب میں منعقد کیا گیا تھا۔ جس میں انہوں نے وزارت سے مطالبہ کیا تھا۔ کہ وہ استعفے پیش دیں۔ اس کے بعد کونسل نے فیصلہ کیا۔ کہ سابق وزیر اعظم خان بہادر اللہ بخش نے صوبے میں جو حالات پیدا کر دیئے تھے۔ ان کے پیش نظر یہ ضروری ہے۔ کہ موجودہ انتظامات باوجود ان رکاوٹوں کے جو راستے میں حائل ہیں۔ بدستور رہیں۔ البتہ وزرا کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ پالیسی کے متعلق تمام امور کے لئے وقتاً فوقتاً لیگ کا مشورہ حاصل کر لیا کریں۔

شملہ۔ ۲۲ جولائی۔ آج یہاں سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب نے ہز ایکسی لینسی لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔

کراچی۔ ۲۴ جولائی۔ وزارت اور حزب مخالف کے ارکان کے درمیان بات چیت ہونے کے بعد حزب مخالف کے لیڈر خان بہادر اللہ بخش نے اعلان کیا۔ کہ میں صوبہ کی نازک صورت حالات کے پیش نظر اپنے پیروؤں سمیت وزارت پارٹی میں شامل ہو رہا ہوں۔

شملہ ۱۹ جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ انڈین ایئر فورس ریزرو کی تربیت اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں شروع ہو جائے۔ اس اثنا میں حکومت ہند ضروری مشینیں اور تربیت دینے والے مہیا کریگی نیز بہت سے امیدواروں کو اس وقت وسیع پیمانے پر تربیت دی جا رہی ہے۔ جب ابتدائی انتظامات مکمل ہو جائیں گے۔ تو حکومت ریزرو فورس میں شامل ہونے کی خواہش رکھنے والوں سے درخواستیں طلب کرے گی۔

شملہ ۱۹ جولائی۔ ایک پریس اعلان جاری ہے۔ جس میں مرقوم ہے۔ کہ ہندوستان سے جو فضائی ڈاک یورپ جاتی بند ہو گئی تھی۔ اب پھر اسے جاری کر دیا گیا ہے۔ اور ایسے انتظامات کئے گئے ہیں۔ جن سے یورپ کو فضائی ڈاک بھیجی جا سکے گی۔ ایک راستہ جو پہلے استعمال ہوتا تھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ ہندوستان سے ڈاک ڈربن جاتی تھی۔ اور وہاں سے اُن ممالک کو بھیجی جاتی تھی۔ جن سے خط و کتابت بند ہے۔ اور ڈاک یورپ کو براستہ نیویارک ارسال کی جائے گی۔

حیدر آباد۔ ۲۰ جولائی۔ حضور نظام کے ولیعہد کی بیوی شہزادی صاحبہ برار نے کل رات ایک تقریر کے دوران میں خواتین سے درخواست کی۔ کہ وہ بھی جنگ میں برطانیہ کی امداد کریں۔ اس لئے کہ انگریز اس وقت ہماری حفاظت کر رہے ہیں۔

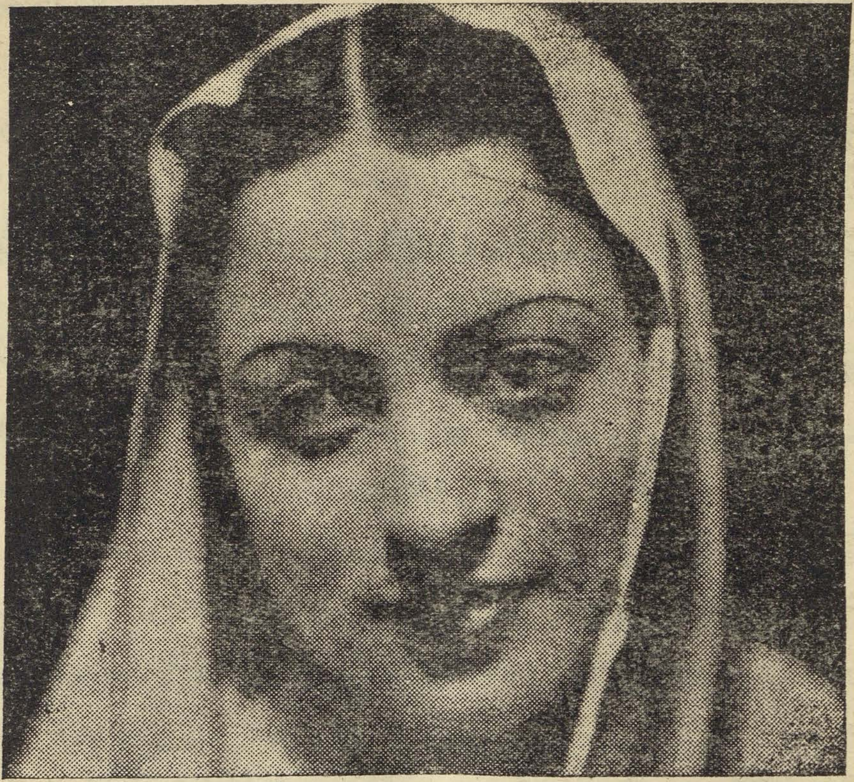

خوبصورت جلد کی دلکشی

اس عورت کے حسن کی بہار کا کیا پوچھنا جس کی جلد میں پھول سی نرمی۔ تازگی اور رونق ہوتی ہے۔ جس کی جلد کی عمدہ ساخت ہوتی ہے۔ اور اس میں دلکشی اور نرمی ہوتی ہے۔ اس کے سامنے زیورات اور ریشمی کپڑے ہیچ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر جس کی جلد گرمی اور ہوا کی وجہ سے سخت اور خشک رہتی ہے۔ اس کی دلکشی جاتی رہتی ہے۔ جلد کے حسن کے ضائع ہو جانے کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ جلد کے مسام صاف نہیں رہتے ﷽

ہر عورت کو اپنی جلد کی حفاظت کرنا چاہیئے۔ تاکہ اس میں تازگی اور جوانی کی دمک ہمیشہ قائم رہے۔ اس کے لئے پانڈس کریم کی ایک ڈبیہ خرید لیجئے۔ انگلیوں کے پوروں سے اس کو جلد پر مل لیجئے۔ پھر ذرا سی کریم اور لے کر اس کو جلد پر لگا لیجئے۔ رات بھر اس کو ایسے ہی رہنے دیجئے۔ قریب دو ہفتے پانڈس کریم کا استعمال جاری رکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد آپ کی جلد نرم اور تروتازہ ہو جائے گی۔ پانڈس وینشنگ کریم (پانڈس کی بنائی ہوئی کریم جو لگاتے ہی جذب ہو جاتی ہے۔ بہت عمدہ ہوتی ہے۔ یہ دن بھر ہوا اور گرد و غبار سے حفاظت کرتی ہے۔

پانڈس کریم

روبکار باجلاس جناب چودھری فضل الٰہی صاحب بی-اے-ایل-ایل-بی سب جج درجہ اوّل مقام کامل پور

328

میاں کرم الٰہی ولد میاں فضل احمد قوم شیخ صدیقی سکنہ ساماں تحصیل اٹک مدعی

بنام مسماۃ جہاں بیگم وغیرہ سکنہ ساماں مدعا علیہم

اشتہار بنام مسماۃ جہاں بیگم و مسماۃ وسیہ خانم بیوگان محمد خاں و سکندر خاں ولد قلندر خاں و غلام مصطفےٰ ولد محمد اکبر اقوام شیخ صدیقی سکنہ ساماں مدعا علیہم

دعوےٰ استقرار حق

مقدمہ مندرجہ بالا میں حسب درخواست مدعی مدعا علیہم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مسماۃ جہاں بیگم وغیرہ مدعا علیہم مذکور بتاریخ 8/40 19 کو مقام کامل پور حاضر عدالت نہ ہوئے تو کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ 7/40 20 کو دستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ (دستخط و مہر عدالت)

(اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب شیخ عطاء اللہ صاحب قریشی سب جج بہادر درجہ اوّل مقام چکوال

دعوےٰ دیوانی 381 سنہ ۱۹۴۰ء

محمد نواز ولد سرفراز خاں سکنہ تھوہا بہادر تحصیل چکوال مدعی

بنام اللہ رکھی دختر محمد اعظم وغیرہ سکنہ ایضاً مدعا علیہم

(دعوےٰ اعادہ حقوق زناشوئی)

بنام مسمات اللہ رکھی دختر محمد اعظم زوجہ محمد نواز سکنہ تھوہا بہادر تحصیل چکوال حال معرفت محمد نواز مدرس مڈل سکول دوالمیال تحصیل چکوال مدعا علیہا

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمات اللہ رکھی مدعا علیہا مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مسمات اللہ رکھی مدعا علیہا مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہا مذکورہ تاریخ 8/40 5 کو مقام چکوال حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ 7/40 18 کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ (دستخط و مہر عدالت)

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب سب جج بہادر درجہ اوّل لاہور

غلام نبی صابر ولد خواجہ جلال الدین قوم کشمیری وائیں انویسٹی گیٹنگ انسپکٹر پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف پنجاب 12-T پارک لین روڈ لاہور

بنام کے۱- ایم۔ اکرام ولد غلام نبی صابر - کے۲- ایم۔ انور ولد غلام نبی صابر۔ عطیہ صابر بنت غلام نبی صابر ساکنان 12-T پارک لین روڈ۔ لاہور

درخواست سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت جائیداد مالیتی -/-/4632 یافتنی مسماۃ نور زینب متوفیہ زیر ایکٹ 7 سنہ ۱۸۸۹ء

اشتہار برائے آگاہی ہر خاص و عام

مقدمہ مندرجہ عنوان میں سائل نے درخواست حصول سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت جائیداد مسماۃ نور زینب متوفیہ عدالت ہذا میں گزرانی ہے۔ لہذا ہر خاص و عام کو بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ بلکہ جس کسی کو درخواست ہذا کی نسبت کوئی عذر ہو بتاریخ 8/40-6 بوقت ۱۰ بجے صبح حاضر عدالت ہذا ہو کر پیش کرے۔

آج بتاریخ 18-7/40 بہ ثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ (دستخط و مہر عدالت)

کن کٹا قاضی

ایک قاضی صاحب جب کوئی نوکر رکھتے تھے۔ تو اس سے یہ شرط لگا لیا کرتے تھے۔ کہ اگر تم نے خود ہماری نوکری چھوڑی۔ تو ہم تمہارے کان کاٹ لیں گے۔ اور اگر ہم نے تمہیں علیحدہ کیا۔ تو تم ہمارے کان کاٹ لینا۔ قاضی صاحب مدتوں نوکروں کے کان کاٹتے رہے۔ مگر آخر ایک لڑکا نوکر ملا جس نے قاضی صاحب کو نگنی کا ناچ نچایا۔ اور دونوں کان اُڑا لے گیا۔ نہایت پُرمذاق کتاب ہے، قیمت ۱۲ر ملنے کا پتہ :- دفتر تہذیب نسواں لاہور

ضرورت

آرمی کنٹرکٹرز کی قدیمی فرم کو تجربہ کار دیانتدار و محنتی منیجروں۔ اکونٹنٹس و کلرکوں کی ضرورت ہے۔ ذات پات کی کوئی بندش نہیں۔ ضرورتمند اصحاب جلد مع نقول اسناد و شرح ماہواری تنخواہ ہمراہ خوراک یا بغیر۔ پتہ مندرجہ ذیل پر خط و کتابت کریں۔

"غ" بذریعہ تہذیب النسواں۔ لاہور

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب سید شوکت حسین صاحب بی۔ اے (آنرز) ایل ایل۔ بی سینئر سب جج بہادر انبالہ

مقدمہ نمبر 14 بابت سنہ ۱۹۴۰ء

شریمتی رام آسری دیوی زوجہ سنتیل داس ذات جین سکنہ زیرہ تحصیل خاص ضلع فیروزپور سائلہ

بنام منالال ودھنالال پسران ریلو مل سکنہ انبالہ شہر مسمات ودیاونتی عرف دیاونتی بیوہ تلسی رام

حال زوجہ دولت رام سکنہ پھلے وال ضلع لدھیانہ۔ مسمات بسو بیوہ بسنتا مل۔ کشمیری لال پرشادی

ولایتی رام۔ گیانچند۔ رام لال پسران لچھمی چند اقوام جین ساکنان انبالہ شہر مسئول علیہم

درخواست حصول سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت جائیداد لالہ تلسی رام ولد ریلو مل

ذات جین سکنہ انبالہ شہر زیر دفعہ 372 ایکٹ نمبر 39 بابت سنہ ۱۹۲۵ء متوفی

اشتہار بنام مسمات ودیاونتی عرف دیاونتی بیوہ تلسی رام حال زوجہ دولت رام ولد مولچند ذات

جین سکنہ پھلے وال ضلع لدھیانہ مسئول علیہا نمبر 3

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں سائلہ نے درخواست زیر دفعہ 372 ایکٹ نمبر 39 بابت سنہ ۱۹۲۵ء برائے حصول سرٹیفکیٹ جانشینی لالہ تلسی رام متوفی گزرانی ہے۔ جس کی سماعت کے واسطے تاریخ پیشی 2 8/40 مقرر ہے۔ اور مسمات ودیاونتی عرف دیاونتی مسئول علیہا نمبر 3 تعمیل نوٹس سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مسمات ودیاونتی مذکورہ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ تاریخ مقررہ پر مقام انبالہ شہر حاضر عدالت ہذا نہ ہوگی۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ 22 7/40 بہ ثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ (دستخط و مہر عدالت)

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب سردار لال سنگھ صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم بلاچور تحصیل گڑھشنکر ضلع ہوشیارپور

مقدمہ نمبر ۵

مہنت بھگوانداس چیلہ مہنت چتر داس ذات سادھ اداسی سکنہ کیرت پور مختاری جیتن داس مختار عام تھانہ آنندپور تحصیل اونہ مدعی

بنام جیون سنگھ ولد ہیرا سنگھ ذات جٹ سکنہ لبھہ۔ مولا ولد دسوندھی ذات جٹ سکنہ سٹرہا تھانہ نورپور تحصیل اونہ مدعا علیہم

(دعوےٰ مبلغ 98/8/6 روپے بابت پیداوار)

مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعا علیہم دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کرایا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم بتاریخ 20 8/40 کو براے پیروی مقدمہ حاضر عدالت ہذا نہ ہوں گے۔ تو ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی 2/ 7/40

(دستخط و مہر عدالت)

سید حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مرکنٹائل پریس لاہور میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ ایڈیٹر سید امتیاز علی تاج

شیخ حسن

رُوحانیات کے متعلق یہ ایک نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ اور چشم دید واقعات پر مبنی ہے۔ دُنیا میں جنوں کا وجُود ہے۔ یا نہیں؟ رُوحیں دُنیا میں بُلوائی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ ان رُوحوں کو عامل کیونکر بُلاتے ہیں؟ اُن کے اقتدار میں کیا کچھ ہے۔ ان سب باتوں کا اس کتاب میں ذکر ہے شیخ حسن کی دردناک داستان اور رشیدہ کا المناک انجام آنکھوں میں آنسو بھرلاتا ہے۔ عالمِ ارواح کا بیان بدن کے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔ اور مصطفیٰ اور علی دونوں بھائیوں کے کیرکٹر اس قدر عمیق۔ گہرے اور دلچسپ ہیں۔ کہ بہت کم اُردو ناولوں میں بیان کئے گئے ہوں گے۔

روزنامہ "زمیندار" اس کے متعلق لکھتا ہے "رُوحانی عملیات و حاضرات کے متعلق بہت دلچسپ کتاب ہے۔ ناول کے مختلف کیرکٹر نہایت خوش اسلوبی سے دکھائے گئے ہیں"۔

رسالہ زمانہ لکھتا ہے "یہ کتاب ملک کے مشہور انشا پرداز سید ممتاز علی صاحب کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔ سب واقعات ایک نہایت دلچسپ پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور ادبی حیثیت سے بھی یہ کتاب اچھی ہے"۔ قیمت ۱۲ر

اربعین

علمائے اسلام میں سے کئی بزرگوں نے مسلمانوں کی صحیح تعلیم و تربیت کے خیال سے مختلف زبانوں میں رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چالیس چالیس حدیثوں کو منتخب کرکے اربعین کے نام سے مرتب کیا ہے شمس العلماء مولانا مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم نے بھی انتقال سے کچھ عرصہ پہلے چالیس احادیث منتخب کرکے مرتب فرمائی تھیں۔ جسے حال ہی میں کتابی صُورت میں شائع کیا گیا ہے۔

ہر حدیث کے ساتھ اس کا لفظی ترجمہ بھی ہے۔ اور اس کی اہمیت کو بخوبی واضح کرنے کی غرض سے شمس العلماء مرحوم نے ایک تشریحی نوٹ بھی تحریر فرمایا۔ قیمت ٦ر

سبیلُ الرّشاد

جشنِ میلاد یا میلاد کا میلہ۔ آنحضرت صلعم کی ولادت کے مُبارک دن کی یادگار میں تجویز کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں وہ تمام مضامین درج ہیں۔ جو شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم و مغفور نے جشنِ عید میلاد کے موضوع پر گزشتہ پچیس سال میں تہذیبِ نسواں میں لکھے۔ اور جن پر تہذیبی بہنوں نے اظہارِ خیال کیا۔ عید میلاد منانے کی تحریک پہلے پہل مولوی صاحب مرحوم ہی نے اسلامی دُنیا میں پیش کی تھی۔ یہ تحریک کب اور کس طرح شروع ہوئی۔ اس کا مفصل بیان ان اوراق میں ہے۔

قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ:۔ دفتر پھول۔ ۷۔ ریلوے روڈ۔ لاہور

Regd. L. No. 61

سُراغ رسانی کے حیرت انگیز ناول

چندر ہیرا

قصہ کا آغاز ہندوستان سے ہوتا ہے۔ محمود غزنوی کے ایک حملے میں چندرماں دیوتا کا مندر لُٹتا ہے۔ اور چندر ہیرا فتحمندوں کے ہاتھ آتا ہے۔ پھر صدیوں تک مُلک مُلک پھرتا سلطان ٹیپو کے پاس پہنچتا ہے۔ انگریزی فوجیں سرنگاپٹم لوٹتی ہیں۔ تو چندر ہیرا ایک انگریز سپاہی کے ہاتھ آکر انگلستان پہنچتا ہے۔ وہاں یہ ہیرا کئی ہاتھوں سے گزرتا ایک عالی خاندان لڑکی کو تحفتاً دیا دیا جاتا ہے۔ اور اُس کی سال گرہ کے روز چوری ہو جاتا ہے۔ پھر بڑے بڑے حیرت انگیز واقعات ظہور میں آتے اور عجیب و غریب راز کُھلتے ہیں۔ قیمت عہ

خُون کی پیاس

جُرم اور سُراغ رسانی کا پُراسرار ناول۔ یہ ایک حیرت انگیز دماغ رکھنے والے مُجرم کی داستان ہے۔ جسے خون کی پیاس دیوانہ بنا دیتی ہے متعدد جُرم کرتا۔ اور اپنے حیرت انگیز کرشموں سے بڑے بڑے سُراغرسانوں کو دیوانہ کر دیتا ہے۔ صبح کو ایک شخص کا سر اُس کے گھر میں دھڑ سے جُدا پایا جاتا ہے۔ اور دوپہر کو وہی شخص بنک میں ایک کثیر رقم کا چک بُھناتے دیکھا جاتا ہے۔ ایک شخص جو رات بھر اپنے مکان میں رہا صبح کو وہاں سے رخصت ہوُا۔ اس کے جانے کے بعد الماری میں سے اس کا کٹا ہوُا سر نکلا۔ بے حد سنسنی پیدا کرنیوالا ناول۔ قیمت عہ

فینٹوما

فرانس کے پراسرار مُجرم فینٹوما کے ہوشربا کارناموں کی حیرت انگیز داستان جُرم و اسرار کا ایک دلچسپ ناول۔ جس کے ہر باب میں سنسنی پیدا کرنے والے نئے راز کا انکشاف ہوتا ہے۔ فینٹوما ہزاروں لباسوں میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور جہاں [illegible] موت و ہلاکت اس کے جلو میں رہتے ہیں۔ پیرس [illegible]]انسپکٹر جوف سالہا سال کی محنت کے بعد اسے [illegible]۔ اس کا سر قلم کرواتا ہے۔ لیکن سر قلم ہوتے ہی [illegible] ہو جاتا ہے۔ کہ فینٹوما اُسے فریب دیکر موت کے چنگل سے نکل چکا ہے۔ سرورق رنگین۔

قیمت عہ

فینٹوما کا انتقام

فینٹوما کی داستانِ حیات کا دُوسرا حصہ۔ فینٹوما اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کا جو طریقہ اختیار کرتا ہے۔ وہ اس قدر عجیب و غریب ہے۔ کہ سارا فرانس مبہوت رہ جاتا ہے۔ جوف بار بار دھوکا کھاتا ہے۔ وہ فینٹوما کے ایک دام سے نکلتا ہے۔ دوسرے دام میں پھنس جاتا ہے۔ پیرس کی ہنگامہ پرور زندگی کے گوناگوں مناظر نے جن میں جرائم و اسرار کی ہولناکی کیساتھ حُسن و عشق کی دلاویزی بھی شامل ہے۔ اس داستان کو بیحد دلاویز بنا دیا ہے۔ اصلی کتاب فرانسیسی میں ہے۔ اب اُسے اُردو میں منتقل کیا گیا ہے۔ کتاب کی زبان سلیس اور بامحاورہ۔ کتابت طباعت دلاویز۔ سرورق رنگین۔ قیمت عہ

دارالاشاعت پنجاب ۔ ریلوے روڈ۔ لاہور